

مُسْتَعِينًا بِاللَّهِ تَعَالَى وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ

سربنا فتح بینا و بین قومنا بالحق

بعض اہل بریلی نے فتوے بدایوں در بارہ اذان خطبہ کے متعلق تحریر کیا مہجرت والی
جناب مستطاب صاحبزادہ صاحب کرم محترم مارہروی وقفہ اللہ وایا تالا نبیع الحق وکاشین
کی طرف سے شائع کیا اس کے جواب میں مختصر اور نافع مہذب تحقق زمانہ

مستطاب

مارہروی

بحث اذان

۲۲ اص

۱۳

شیر

۴

مُصَنَّف

فیہر مشہول استاذ میر کا تیبہ قادریہ عبدالواحد (مولوی فاضل) بدایونی پیش کش
ناظرین باب الفہام اہل سنت و جماعت ہے مولیٰ نعمانی قبول فرما کر

نفاذ و اشاعت کا دفع فرمائے

باجات مولانا مولوی محمد علی صاحب قادری

MUSLIM UNIVERSITY

مطبع قادری بدایوں میں مطبوع ہوا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۹۷۳
۱۱
۷۷۷

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
سيد الانام وعلى آله وصحبه واولياء آمنه الى يوم القيام.

اما بعد حضرات ناظرین! مسنت کو واضح ہو ہمارے طرف سے ایک فتوے مستافق قاضی مولوی محمد ابراہیم صاحب قادری مدرس مدرسہ العلوم بدایوں نے مسئلہ اذان خطبہ کی تحقیق میں لکھا تھا جس کو شائع ہوئے ایک سال سے زیادہ ہوا الحمد للہ اس فتوے سے بہت لوگ تقلید اہل تجدید یعنی اذان خطبہ بیرون مسجد سے پڑھ گئے اب تقریباً ایک سال بعد اس فتوے کے متعلق جو کسی کار و تھانہ کسی سے اس میں خطاب بلکہ محض مختصر حکم فقہی اور مسالک قبولی اور میر فقہ کا اظہار ایک شمار تازیغین بہر اسخ و تنہر اکام قعر عرس مارہرہ مقدسہ میں شائع کیا گیا جو مولوی صاحب بریلوی کے مرحوم ارتباط اخلاص و عقیدت و صفائی محبت سے بہت بعید ہو چکا تھا تو ان کو مدرسہ قادریہ سے اقرار ہو بلکہ افسوس مطلقاً شان علماء سے بیگانہ۔ اس کے جواب میں سنی علان مناظرہ لکھ کر تو اسی وقت چسپاں کر دیا گیا تھا اس کے بعد بدایوں سے مفصل جواب (بریلوی تحریر شافی جواب) نامی والا برادر مفتی حمید الرحمن صاحب قادری نے شائع و مطبع کیا اس جواب نے شان تجدید کا لقا و فکولید یا اور قبولیت عام پائی۔ ان حضرات کے ہر ایک قلم تہنہ اور تسخیر فیروز چوہما چوہما علم میں لکھتے ہیں سنجیدہ مزاج و منصف طبع لوگوں نے اظہار قسوس کے ساتھ ان کی غرض شہرت علمی کا بعید علوم کر لیا جس کے سبب مختلف چالیں چلی گئیں مخالفین و موافقین کے سامنے نئی نئی خبریں اڑائی گئیں کچھ ایسی غشی غریروں کی شکایت ہوئی جس کو آج تک ظاہر نہ کر سکے غرض کہ باز آید پیشانی) کا بھی کچھ کچھ ظہور ہوا جس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ماہ شعبان ۱۳۳۳ھ جب ہم ایک شادی پر بریلی گئے ہوئے تھے تو وہاں بعض متعین خاں ستادی مولانا ابو المنصور محمد عبدالمجید صاحب قادری مدظلہ العالی

کی خدمت میں حاضر ہوں اور بریلوی تحریر کے طرز و سخت زبانی و ماوہ گوئی کا انفرادی گہرے ہونے کا اندازہ لگا دھوا
معافی مجھے حضرت مولانا حکیم نے فرمایا مولوی صاحبان بریلوی کی ہم سے کوئی ذاتی نفسانیت لڑائی نہیں
ہے کہ تکلیف کر کے کی ضرورت نہیں میں نے اپنے کو اور مسئلہ سمجھے سمجھانے کو مستعد ہوں ان کو یا آپ کو شہادت دینی ہو تو اکابر
اہل سنت سے جو مستغنیان فی تجدید میں ہو گئی ہیں خداوند عالم حل مجدد کے دریا میں اسے بہتھار کیجئے نفس مسئلہ
کا تصفیہ و تقسیم ہم ہر طرح چاہتے ہیں اس کے بعد ہم دور و دراز تک تقسیم بہت مگر کچھ جواب نہ ملا۔ اہل بریلی نے تحریر
شافی جواب کو شوق و التجا کے باوجود طلب کیا تجدید جدید کا رنگ بریلی سے اور انداز کھڑا اب ضرورت
ہوئی کہ کوئی نئی چال چلی جاوے دماغ کی رسائی سے تہ پر یہ سوچی کہ ایک سالہ جناب صاحبزادہ سید
محمد میاں صاحب ماہروی کے نام سے محبت الاذان نامی شائع کیا گیا جو ماہ سوال میں اس کا سہ اولیہ
جید رائے کن میں بتایا۔ ماہ مبارک ۱۳۳۵ھ میں پہلی بار چند کہ رسالہ کو لکھو بھیچو یا حقیقت چال کو جو ہم سے چھپایا
اور اس کی برکت اتنی تو ہوئی کہ لکھا کچھ اور مذاق کچھ چھوڑنا پڑا اللہ کرے یہ نازیبا علت ہمیشہ کو ان کے حل سے
نکلے۔ آمین اللہم آمین کہ ہر جگہ اس کا استعمال نفع رسائی کے بجائے حضرت دینی تاکہ منحرف بناتا ہو بہتر
سمجھا جاتا ہو کہ ایک ہی پیش کش جس کے سر پر حضرت جناب سید شاہ ہمدانی صاحب بجاوہ برکات تیرہ ہوں چلے
اتنا ہی قوال کا حضرت بریلوی کو بڑا ادھا ہوا اور اس پیش کش میں بریلوی بھی احمد صاحب اہل مولانا صاحب اسلام آباد
حلی پوری اور بریلوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور حضرت جناب شہاب ملامت اللہ صاحب رام پوری
اور جناب شمس الدین صاحب اور اوطیر صاحب بدھ سکندری اور حاجی محسن خان صاحب اور حاجی
لال خان صاحب وغیرہ وغیرہ بھی ہوں مجھ صاحب بریلوی سے کہیں کہ یہ طرز مذاق کو شناسی و آپ کا ہو
تو آپ اور لکھ آپ اور آپ کے طلبہ و اطفال کا مولود ہو جس کو ضرورت سے فرمائیں کہ علاوہ تفصیل کے بیوقوفان
علماء کے جن مذاق قدر برکات تیرہ کی شان کو دھبہ لگاتا ہو اور بجائے فائدہ کے نقصان ہی اتنے ذرا سنت کا
ذریعہ ہے مگر ہم نے اس گروہوں پایا کہ ہمارے مغربی نیز ہمارے ہستی اشتہار کے ایک ماہ بعد جس کہ اس
رسالہ کی تخلیق و وضع تصنیف پھر لکھا گیا ہو صاحبزادہ صاحب سے بدایوں مرہہ قادر یہ میں بڑے نیاز
چل چلے گا مرقع ملا مسئلہ الاذان کا بھی تذکرہ آیا صاحبزادہ صاحب نے فرمایا مسلک جدید میں میری

حضرت مولانا صاحب

حضرت مولانا صاحب

انکے ساتھ ہوں لیکن اگر کوئی رسالہ لکھوں گا تو تحقیقی وہ بھی اس لئے کہ بعض ہمارے عزیز ہیں مقلد
 بریلوی صاحب سمجھ گئے ہیں پھر فرمایا کہ مجھے اور میرے جناب والد صاحب کو بدایوں اور مدد
 قادریہ سے خاص تعلق ہے اور مدد قادریہ سے اپنا تعلق تلمذ بھی ظاہر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ میں کیا
 ... جاؤں گی یہاں تو میں نے پڑھا ہے اور اپنا عدم طرفداری و یقین کا خیال بھی ظاہر کیا اور
 یہ بھی وعدہ کیا کہ میں تقریری اہتمام تفہیم کا سبق آپ لوگوں کو بریلوی صاحب سے دلوانے کی کوشش
 کروں گا نیز صاحبزادہ کے سامنے بریلوی شہنشاہ کی وہ جارتیں اور ناہنیاں بھی ظاہر کی ہیں جنہیں حضرت
 جاب مولانا صاحب نے اجماع صاحب قبلہ دامت برکاتہم تخلص خاص مجدد صاحب بریلوی پر الزام نفسیہ لگائے
 اور تم تائید کفر لکھا گیا ہے اور خود جو معنی آیت بیان کئے ہیں مفسرین کرام کا صحیح خلاف کیا صاحبزادہ
 صاحب نے فرمایا میں بریلی جا رہا ہوں مگر ہفت سائے تصنیف رسالہ صاحبزادہ صاحب نے یہ نشان لگا کر
 عبد الواحد نے ہم پر چوٹ کی ہے لہذا رسالہ اس کے روپ میں جواب میں لکھا ہے یا لکھیں گے اور وہ
 بھی اس شان سے کہ اپنا قول غلط کر دکھائیں گے اور بریلوی صاحب کی کھلی جنبہ داری اور تشبہات
 سرری کا مجموعہ ہوگا مخالفین مسلک جدید کو چھوڑ کر حریت قوائے اہل بدایوں ہی کا زور
 شور سے رد کریں گے جس سے گھرے گھرے تعلقات جتا رہے ہیں یہاں تک کہ عدم طرفداری کو خود ہی
 فرما رہے ہیں نسبت خلاص و خفاص قلیم اہل بدایوں کو خود ہی سرستے ہیں مگر نہ تو بدلیل اور نہ
 ایسی رد و جرح کا ارادہ ہے کہ ذاتیات تک نہ چھوڑے جائیں اور باوجود اترازا لطفت و دعوی
 تلمذ جمیل خاص علماء مدد قادریہ کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا جائے اور قری مسئلہ مانتے ہوئے نہ
 آئمہ حقیقیہ کی مثال دیتے ہوئے حکم مخالفت آیات و حدیث جماع لازم کر ہی دیا جائے اگر صاحبزادہ
 صاحب خواہ مخواہ ہزاروں کہ چکے ہوتے یا لکھنے والے ہوتے تو ہمارے سامنے ظہار کا کون
 مانع تھا اور وعدہ عدم طرفداری اور اظہار نسبت تلمذ و تعلق قدیم کا کون جابرین سکتا تھا ہوا
 ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس رسالہ کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں ہے ممکن ہے کہ اس کے بعد اور
 بھی کچھ تحریریں انھیں کے نام سے یا اور کسی ماہروی صاحب کے نام سے تحقیقی حصار بریلوی

عیناً اور کلام کیا صاحبزادہ کی ایک نئی لکھی ہوئی تحریر میں اتنی تفصیل آگیا تھا کہ میں باوجود

علی نسبت رسالہ صاحبزادہ صاحب

کچھ مسودہ کچھ خاکہ کر کر اور ہمیں رنگ آمیزی کر کر یا ستر یا اپنے داغ سے تراش کر ان کے ہما و ساریہ
پر ڈھال کر قوم میں پھیلانے کے لیے ہم کو اس کی پروا نہیں ہمارے روالہ بطور خلاصہ عقیدت
مشتفی صاحب کی طرح بودے اور سچے نہیں کہ کبھی تعریف کی کبھی برا بھلا کہنے کے بعد عذر و بہانہ
کے لیے بے قصائد و حسیہ تیار ہو جائیں اور کبھی ان پر خوشی لطفات و معروضات اعتراضیہ پڑھ جائیں
کبھی کسی طرف ڈھٹاک گئے کبھی کسی طرف کبھی اچھا کہنے لگے کبھی برا کہنے لگے مروت و مروت
و بلا حضرت ہیں قد مبہوتی بھی ہو ان کے دیباہ کی حاضری بھی ہے جب مخالفت رائے ہوئی تو
سبقت رلود جواب مسئلہ فقیر تک نہ اردو ہم سب متوسلین اور سچے معقدین ایسی تحریروں کی حقیقت
خوب سمجھ چکے ہیں میں ہم ہمیشہ روئے سخن ظاہری و باطنی اور لسانی و قلبی مشتفی صاحب کی طرف
دیکھیں گے مشتفی صاحب کی تمنا یعنی نیکو قلب و فیما بین ہمارے ان کے پورے نہ ہوتے ہیں گے
مستقل قوی ہے کہ اور متوسلین سلسلہ اور حاملین برکات مارہرہ مقدمہ بھی ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھتا
ہیں گے اور اپنے متوسلین کے خلاص حقیقت اور صداقت کی دادیں گے بالکل ہماری رائے میں تو
پیشہ تصنیف ایک پابلی حتی جو نہ چھپی اور کھل گیا کہ حضرات صاحبزادوں کے نام سے اپنی شان و شو
چکانی سنہ و نسب لکھنا ہمارا روئے سخن مشتفی صاحب کی طرف ہے و حقائق مذکورہ کو معلوم کر کر کسی
متوسل مارہرہ مقدمہ ایک گھڑی بھر کو یہ تسلیم نہ کرے گا کہ یہ سارا رسالہ صاحبزادہ صاحب کا ہے
اور نہ ہو سکتا ہے جو کہ صاحبزادہ صاحب کی منتقل گفتگو یا توفیق وعدہ حقیقی اطاعت و تعلقات مدرسہ قادریہ
جو خود صاحبزادہ صاحب سے ایسے زمانہ میں ہو رہے ہیں جو زمانہ تصنیف بلکہ طبع ہو اور اگر یہ رسالہ
وہ کہتے تو غیر ممکن تھا کہ ان کے والد ماجد قبلہ و ظلم کو خبر نہ ہوئی اور خبر ہونے پر محال ہادی تھا کہ
وہ یہ امر وادہ کہتے کہ اباب مدرسہ قادریہ سے بظہرنا مناسب مذکور رسالہ بازی کریں خود حضرت سید صاحب
قبلہ نے خانقاہ محمدی احمدی برکاتی میں جناب اوستاد ذی مولوی حکیم عبداللہ صاحب سے فرمایا
کہ اعلیٰ حضرت علیہ التحول بدایونی قدس سرہ بریلوی سلسلہ کی تعلیم فرماتے تھے حالانکہ اس میں اللہ
اس کے صریح خلاف تحریر ہو کہ حضرت م نے تعلیم نہ فرمائی دیکھو (مشتفی جواب پر کافی ایرادات) کیا اگر

عَنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَعْنَى الْإِسْلَامِ

یہ رسالہ بہ صاحب قبلہ کی اطلاع میں طبع ہوتا تو اتنا بھی نہ فرماتے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس کی تعلیلاً فرمائی ہے ایسی صریح غلطیات نہ لکھنا چاہئے ایسے صریح شواہد کے ہوتے سمجھنے والے خوب سمجھ گئے کہ یہ سارا رسالہ صاحب جزا وہ صاحب کا نہیں حالانکہ رسالہ خود اپنی اندرونی رکاکت سے بھی ہرگز اس قابل نہیں کہ کسی فاضل محقق کی طرف منسوب ہو یا اس رسالہ کو صاحب جزا وہ صاحب کی تصنیف دی سمجھ سکتا ہے جو ان کی نشان دہی سے واقف نہ ہو یا اس رسالہ کی نظر میں الشمس غلطیوں پر لگا لگوں کو نظر انداز کر دے۔ اس رسالہ کی طرز تحریر سے خود فیصلہ کر دیا کہ اس کا مصنف کوئی نرا متقلد ہے ورنہ محقق کو کسی کی اُردو تصانیف کی ہر جگہ حوالوں کی کسی شخص کو زائد از ضرورت سرائتی کی کسی کو لفظاً معنی پر لکھتے اور دوسرے کے الزامات اور اس سے مطالبات اپنے سر لینے سے کیا کام لیا اس تحریر میں ہمارا روئے سخن صرف محقق بریلوی صاحب کی طرف ہے نہ حضرت مولوی صاحب سے کہ ہماری طرز آشنا طبیعت نے بریلوی صاحب کو پہچان لیا ہے (بہر رنگے کہ خواہی جائے)۔

پیشکش اس من انداز قدرتِ رای شناسم بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس رسالہ کے تپا می مضامین وقایہ سلامت اللہ - اذان من اللہ - فیصلہ ختمنا وغیرہ تحریرات مردودانہ اطفال طلباء بریلوی کے اقتباسات ہیں۔ بعض اہل تحقیق کی رائے ہے کہ خود جناب قاضی بریلوی بغنی مولوی احمد رضا خان صاحب کو تو متخرج مسائل و روایات و خبریات و نجوم و ریاضی و مکاتیبات سے فرصت کم ہے طلبہ و اطفال گلشنِ تعلیم کے نوخیز نوہال کا روائی چلنا دینے ہیں کیونکہ کوئی رسالہ محقق خود ان کے ناخوش وقت تک شائع نہوا جناب مولوی صاحب موصوف کو اشتباہ کا رخ کرنا اور اپنے شہرتِ علم کے مطابق شانِ تحقیق و تہذیب بہ نیت خلاص و تفسیر رسالہ شائع کرنا لازم ہے کہ خوب مسلمان دھوکہ میں نہ پڑیں اور ان کی شانِ مجددیت و امامت کو نقصان نہ ہو واللہ ان شرع فی المقصود مستفیضنا من و اہلب الخیر لہ و محقق صاحب نے تعالیٰ ائمہ سلف بنا کر یہ ثابت کیا ہے کہ فرعی مسائل میں منافقتیں اور دشمنیاں اور سبب شتم طریقہ سلف کے خلاف ہیں لیکن چال چلنی ہے کہ یہ دشمنیاں وغیرہ راہِ پورا راہِ بدایوں والوں کی طرف

مشورہ مع ائمہ

منسوب کی ہیں حالانکہ اولاً خود آپ نے درپردہ تمام علما سلف اور بزرگان دین اور علانیہ موجودہ
 علما کو نام لیکر خلاف شان علما الفاظ لکھے اس پر بھی علمائے صرفت نفس مسئلہ کا جواب دیا آپ کے
 الفاظ تسخرو مذاق کو منہ بھی نہ لگایا تب آپ نے اور بھی فحش الفاظ لکھنا شروع کئے آخر بعض بعض
 لوگوں نے آپ کو جواب دیا لیکن کیا ممکن کہ کوئی بھی آپ کا مقابلہ کر سکے دنیا میں آپ کا شور اور
 زور تقریر کی دھوم دھام ہو رہی ہے اب آپ کس ہوشیاری سے اپنی عصمت ثابت کرنا چاہتے
 ہیں اور کس کس طرح مسلمانوں کے معارضوں سے بچنا چاہتے ہیں یہی ان پر ذاتی حملہ ہے کوئی
 شخص ان کے دعوے عصمت کو نہ مانکر انکا ایجا و کیا ہوا مسئلہ رد کرے جب ان کو سیاب فحش سے
 روکا جائے اور مباحثہ فرعی عملی دینی شرعی میں شد و تسخر ضلع جگت چھوڑے تو کہا جائے
 تو کہا جائے کہ رہقانیوں سے اردو رملی کا مقابلہ نہیں ہو سکتا انکو رکھتے اور قرآن عظیم احادیث
 میں جو کفار کو جہنمی شیطان وغیرہ فرمایا ہے وہ پیش کیا جاتا ہے کہ ان میں بھی ایسا ہی آتا
 ہے افسوس خدا افسوس کہاں وہ مقدس الفاظ منظر شان جلال کہاں بھٹکے خضم اور جو رو
 اور تین ٹکڑوں کا بیچ والا غائب وغیرہ وغیرہ پیلو وار شہوانی ظرافت سراپا کثافت نفسانی
 نعوذ باللہ منہ الغر تعالیٰ التمدید بخانی و خلاص ایجابی عطا کرے۔ قولہ اذان ثانی میں سنت
 کہ یہ تو یہی تھی کہ دو ہمیری اذانوں کی طرح یہ بھی خارج مسجد ہو۔ اس دعوے کا ثبوت نہ ہوتا تھا نہ
 اور نہ وجہ کے خربیا ہوئے مگر سوا روایت ابو داؤد علی الباب کے اور خیر ماہ علمائے تبلیغ
 دہ انتہائی انعام مقرر کئے مگر سب ہتھم اور دھوے بڑے بڑے ڈبل۔ قولہ مگر اللہ عالم حال کے
 لوگوں میں کس وجہ سے اس کے خلاف رواج پڑ گیا اس لفظ زمانہ حال کی تجدید اپنی شان
 تجدید کشف جدید سے کیوں نہ کی اس کا ثبوت بھی آپ کی گردن پر سوار ہے۔ قولہ حضرت
 بدایوں کا خلاف فرمانا جس میں سخت افسوس کی بات وہی رنگ رامپور یعنی حقائق حق
 اور جہت طائفہ بریلی سے اعراض ورنہ جدل نثر ذاتیات۔ قحش تمیخ کے رنگ میں جو رنگ
 ہوئے ہیں ان سے دنیا واقف ہو۔ قولہ مسجد برکاتی احمدی یہی اسی پر عمل درآمد ہے مسجد کو

قحش تمیخ ذاتیات

مناب نے جن بزرگوں کی طرف شوق کیا ہو فرمائیں حضرات کرام کا تعامل ملاحظہ کیا ہوتا اور
حضرت سیدنا شاہ گشت اللہ صاحب الہکانت حضور اچھے صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عامل دیکھا
ہوتا جن کو کم از کم دو سو برس کا عرصہ تو گزر ہی چکا اب اس مسجد قدیم متبرک کا گلہ راہی جناب
کے ہی احکام تحفیہ سے بزرگان ملت کے خلاف ہوا ہے۔ دیکھئے روایت حضرت امام غفر
علیہ الرحمۃ کہ قیصر طہر حضرت امام ائمہ علیہ الرحمہ پر پونچھ خلاف امام عظیم رہ کو ترک فرمایا اور اپنا
تعال حاضر ہی آسنانہ مرشدان عظام (از خدا خواہیم توفیق ادب) قولہ لہو علیہ التبتیں
بجیسے تحریر بدایوں کی مفصل حالت خود دکھانا مناسب و معلوم ہوئی اس عبارت کی نکت
صاف نظر رہی ہے کہ صاحبزادہ صاحب کی تصنیف نہیں کیونکہ جن وقت جناب صاحبزادہ
صاحب نے اپنی نسبت تندر او زلی ثبوت بدہ تواریح کا اظہار کیا تھا اس وقت سے اب تک کوئی نیا
قصہ بدایوں والوں سے نہیں ہوا اور جو فرضی الزام غفری بریلوی نے قائم کیا ہے وہ اس وقت کیا
صاحبزادہ صاحب کو پیش نظر تھا اگر ہوتا تو ضرور اس کا اظہار فرماتے۔ اس واقع میں جو بات بڑے
زور سے ساتھ دکھائی گئی ہے وہ بدایوں والوں کا منہ نظر سے قرار ہو چکا کہ بدایوں والوں کو غور
صاحبزادہ صاحب سے بدایوں میں نہایت ادب سے عرض کیا تھا کہ آپ بدعیان نجد پرست و دود
باتیں کراہ چکے اور انہوں نے وعدہ کیا تھا تو کیا یہ خلاف واقعہ بدایوں والوں کی طرف نسبت قرار
کر سکتے ہیں یہی دلیل ہے کہ رسالہ صاحبزادہ صاحب کا نہیں۔

ادب کا شکر ادا

قولہ سلام کہ صاحبزادہ گاہی سے حضرت نجیب نے جن صاحبزادگان کو مراد لیا ہے غفری تبتیں۔
تو کچھ ایسے بھروسے بن گئے جیسے کچھ تباہ تھے ہی نہیں وہ صاحبزادگان مراد ہیں جن کے شہنائی تاکہ
کہ وہاں بعض اکابر عظام آپ کی تحریروں سے متاثر ہوئے (سوائے جناب امیر کا تعامل بحمد اللہ
احسان کرام کے مطابق ہو گیا ہے مسلماً تو انصاف کیا جاتا ہے سبب الیہ کو بدایوں شہنائی
خبر شہائی اور یہی معلوم تھا کہ کون کون صاحبزادہ بریلوی مسلک کے خلاف ہیں یہ صحافت
دلیل ہو کہ رسالہ ان کا نہیں۔ قولہ ایک تاجا لاسخت پوشہ کی جگہ ہشتادویں پر ہے حضرت

لیکن اتنا کہ جو اکابر بریلوی صاحب کی تجدید سے مطابق تحقیق علیحدہ ہو گئے ہیں ان کو باغیہ کہہ نہیں
 چھانستے مفسر وچ اس پر بریلوی صاحب نے نہی پھال چلی کہ گویا ان لوگوں پر چوٹ ہو جو ہماری تجدید
 کے موافق ہیں۔ بریلوی صاحب کیا حق کو حق اور باطل کو باطل کہنا کسی پر چوٹ ہوتی ہے اگر
 یہی ہے تو آپ نے سب سے زیادہ پر چوٹ کی اور جمہور اہل اسلام سے دشمنی رکھی۔ قولہ تو ہم لوگ معاویہ
 غریب و چکر میں پھنستے ہوئے ہیں نہیں غرق بریلوی صاحب غریب میں پھنستے ہیں آپ کے دشمن آپ کے
 اباؤ اجداد (معاذ اللہ) آپ کے پیسے ان مسئلہ سمجھیں کبھی سنت پر عمل کرنا نصیب نہوا اور آپ کا
 تو غریب میں پھنسنے حال بزرگوں کے لئے تو یہ کہہ کر چوٹ جاؤ گے کہ حق ایک نور ہے جنہاں غرض
 لوگوں کے دلوں پر نازل ہوتا ہے۔ لہذا اسلاف کو نما اپنے لئے تو معاویہ اور بزرگوں کے لئے
 صاف اقرار کہ ان کو نور حق نصیب نہوا بزرگوں سے یہ معاملہ آپ کا خاصہ ہے۔ قولہ ہمارے دشمن
 اس طرح کے آدمیوں میں انھیں فاضل صاحب ہی طوط ہو۔ ہمارے دشمن غرق بریلوی صاحب ہی
 کی طرف ہو اور رہے گا جو جہاں موجود کے سرچشمہ تجدید ہیں۔ قولہ اس پوشیدگی میں جو برائے ہو وہ
 اہل نظر سے پوشیدہ نہیں اور اس اظہار میں جو پوشیدگی ہے وہ بھی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں
 قولہ ایک ہی عبارت معتبر مستند فقہ حنفی کی ارشاد ہو جائے جس سے اذان خطبہ کا داخل مسجد ہونا لازم
 ہو رہا ہو گویا آپ نے تو فرج ثابت ہی کہ کیا سبحان اللہ۔ بریلوی صاحب ہم تو بھگت اللہ عبارت دفع دکھائی
 اور آپ کی خاطر پھر دکھاتے ہیں۔ اذوالفتح میں عند المنبر غایہ میں عند المنبر ولفظ عن الطحاوی عند المنبر
 مجمع الاتہر میں عند المنبر ولفظ ہدایہ جامع الرموز رد المحتار بحر الرائق عینی فتاویٰ حادیہ میں میں
 کافی مبسوط عینی اور عالمگیری میں علی المنبر نیز عالمگیری میں اذان المنبر ہے اہل انصاف تحقیق
 تو ان کو دلائل و نصائح قویہ ہی سمجھتے ہیں اور اذان دروازہ یا قنارہ و مسجد پر ان کو کھینچ تان کر منظر
 کو اعتقاد تھا کسی طرح ٹھیک نہیں جانتے۔ رہی ہٹ و حرمی اس سے کوئی شے نہیں بچتی جہاں چاہو
 تاویل کر لو بریلوی صاحب نے ایک مخدوش قتل حدیث لفظ علی الباب کی خاطر ان صحیح الفاظ کو
 تاویلات کی جگہ معانی بچیدہ پہنائے ہیں حالانکہ یہ بنا الفاسد علی الفاسد ہے۔ قولہ بلکہ احد کا خلاف

اس عبارت میں جو کچھ مذکور ہے اس کا جواب دینا ضروری ہے کہ اذان خطبہ کا داخل مسجد ہونا لازم ہے یا نہیں

خاص اذان خطبہ کو خارج مسجد لکھا ہے دیگرہ فی المسجد کے فقرہ کے کچھٹے ہوئے کو سوا اور بھی کوئی
لفظ لکھنے سے نکلیگا یا زبان زوری ہی رہے گی جو مایہ ناز ہے۔ قولہ فتح القدر باب الجمعہ میں
اسی اذان کی بحث میں وہی تصریح فرمائی جو ذکر اللہ فی المسجد ہی فی حدودہ لکراۃ الاذان فی
دنیا کی آنکھ میں خاک بھر گئے وقت یہ تو سوچ لینا چاہئے کہ شاید کسی کی آنکھ میں نہ پڑے اور وہ
مطالعہ کرے تو کیسی ہوا اچھا ذرا دکھائیے تو کوئی لکھنا نہ کس چھاپہ کے فتح القدر میں باب الجمعہ
میں خاص اس اذان کے بحث میں یہ قول ہے چلو اسی بارے میں تمہارے ایمان و تہجد کا
فیصلہ ہے کہ یہ قول خاص اسی اذان کے بارے میں فتح القدر میں دکھا دو۔ قولہ ذرا ثبوت تو
دیجئے عرب و عجم و عراق و روم و شام و ہندوستان کے کتنے دیار و مہار میں آپ کو جانے کا
اتفاق ہوا۔ آپ کو اس کا کیسے یقین آگیا کہ عراق و روم و شام ملک ہیں بھی آپ نے یہی کیوں
نہ لکھا کہ ذرا ثبوت تو دیجئے کہ کتنے دیار و مہار میں آپ کو جانے کا اتفاق ہوا یہ شہر موجود بھی ہیں یہ
یونہی فرضی نام لکھ دے۔ کیونکہ عرب شریف تو تیرا آپ ہوا ہے میں روم و شام و عراق شاید خواب میں
یہی نہ دیکھے ہوں تو پہلے سوال وجود کرنا چاہئے پھر دیکھنے یا نہ دیکھنے جانے نہ جانے کا سوال ہوگا
ترتیب سوال کیجئے ناظرین اس پر لطیفہ ملاحظہ کریں کہ خود تعامل عام تسلیم کر چکے ہیں ملاحظہ ہو۔
مگر اللہ عالم کو جسے حال کے لوگوں میں اس کے خلاف رواج پڑ گیا ہے شاید حافظہ نباشد۔
قولہ یہ محض غلط ہے اولاً کیا آپ نے اہل فتویٰ بریلی نہ دیکھا۔ پیارے مسلمان بھائی کون سی مایگی
سے ایک خود تسلیم کردہ واقعہ کو غلط بتا ہے ہیں حالانکہ اہل فتویٰ بریلی میں جریمین شریفین کا
اپنے خلاف تعامل دیکھ کر اس کو جانوں کا تعامل اور وہاں کے مومنوں کو بلکہ تمام علماء کو
معلوم کیا کیا کچھ بنا چکے ہیں اب فرماتے ہیں یہ محض غلط اس پر یہ تتمہ طریق کہ اہل فتویٰ بریلی
دیکھو اب خیال ہو چکے کہ شاید بصر ہم نباشد افسوس کہ صاحبزادہ صاحب کی طرف ان
غلط بیانیوں کو منسوب کرتے شرع بھی نہ آئی۔ اول تو علماء حرمین کی طرف نسبت جہل و دویم
اہل فتویٰ کا غلط حوالہ۔ قولہ اللہ اللہ حدیث موجود ہے جی جس کی صحت باوجود کسی جزو

سیاہ کرنے کے کچھ بھی ثابت نہ کر پائے اور نہ کبھی کر سکیں قولہ الحمد والصلیٰ تصریح میں موجود
جن کا حال فتح القدر اور امام القالی کی عبارت والی تحریف سے ظاہر اور ان سب علما کا ماخذ
جیسے آپ نے اذان مذکور کا علی الباب ہونا نقل کیا ہے وہی محمد ابن اسحاق کی روایت بخلاف
کا لفظ مثل علی الباب پھر کیا خاک تصریح ہوئی کچھ تو انصاف کا بھی لحاظ رکھو یا یہ کہ یہ
میں ہونے کی قسم ہے۔ قولہ فقہائے جو حکم عام فرمایا اولیٰ تو یہ حکم فقہاء احناف کا متفق علیہ نہیں
اختلافی ہے جب جامع المرموز سے ظاہر ہے و فی العلالیٰ اندیون فی السجود وافی حکمہ لافی البیضاء
اور اس پر طرہ کہ اذان عام کے متعلق اور اذان جمیعہ سے بوجہ بیان خصوص محل غیر متعلق پھر ان
عبارات میں خود شواہد کہ وہ اس اذان خطبہ سے غیر متعلق ہیں ان عبارات فقہاء ابو ذر
و بکرہ فی السجود استمنا عند المصنف الحق نرا خرط القناد والشد النادی اسے الحق والحد
قولہ اس سے بڑھ کر آپ کا وہ ترجمہ ہے کہ اذان خطبہ پر لفظ اذان کے اطلاق سے یہ حکم عائد نہ
ان کا اطلاق امامت پر بھی آتا ہے یہاں اب قرآن وحدیث واجماع سب کو پشت دیکر اس
جان کو اذان ہی سے خارج کیا جاتے ہیں اور اس پر اقامت کی طرح اذان کا اطلاق تباہ ہے
عبارت فتوے بدایون کا مطلب واضح تھا کہ لفظ اذان کے اطلاق وعموم ظاہر کی کوئی
نہاں لفظ اذان وار و جواس کو اس حکم میں شامل ماننا ضروری نہیں کیونکہ جب کوئی فرد کعبی
میں سے حکم عام سے مستثنیٰ اور خارج ہو اور وہ حکم اس فرد سے تعلق نہ رکھتا ہو تو وہ فرد اگرچہ
مثل کے اعتبار سے اس عام میں شامل تھی مگر بسبب حقوق خصوص حکم خارج میں ہوئی اور اس کی
ما اطلاق اس پر اور فرد مجازی پر اس اعتبار کو ایک سا ہوا جب باوجود دلیل خصوص و خروج
کوئی کوتاہ میں ناقص الفہم صرف اطلاق لفظی کو دیکھ کر اس کو مجتہد زوری سے شامل کرنا چاہتے کہ اگر
صرف اطلاق لفظی تیری ختم انصاف کو خیر کر رہے تو کیا اطلاق لفظی فلاں فرد مجازی پر نہیں ہے
یہ نہیں آپ کی مجتہد زوری کے جواب میں مضمون بالا کو لکھا گیا یہ طلب نہیں کہ اذان خطبہ کو مجتہد
اذان ہی نہیں کہتے بلکہ مجاز کہتے ہیں کہ آپ اپنی خوش دماغی سے قرآن وحدیث واجماع کے

پیشرفت دلتے لے لہی چواری بے تکی ہانک لگانے لگے اور ایسی لغو بیہودہ سرای کرتے نہم بھی
 نہ اسی افسوس۔ قولہ حدیث صحیح ابو داؤد جس کو انھوں نے اپنے سکوت سے صحیح یا کم از کم
 حسن ہونا مانا۔ محققین حنفیہ کی وہ نفس تحقیقین جنہوں نے بہت جگہ ابو داؤد کے سکوت عنہما
 احادیث پر جرح فتح کیس ان کو نامقبول رکھا تھا اسے خیال میں سب مردود اور سب فقہاء
 حنفیہ سے زائد افضل و اعلیٰ سکوت ابو داؤد افسوس ہے حنفی مقلد اور مذہب حنفی کے حامی و
 مؤید ہوں احوال و اقوالہ الالبشر۔ وقایہ وغیرہ میں سکوت ابو داؤد کے جہ توضیح ہونے پر بہت
 زور دیا اور قریب اجماع کے اس کو ٹھیکرا اپنے امامت حدیث کا تونہ دکھایا اور کندنہ میں
 جو عبارات عنہ وغیرہ تھیں ان پر نظر نہ کی جس پر مولیٰ طلبہ ملتے ہیں یہی وہ تحقیقات ہیں جنکو
 مایہ ناز ٹھیکرایا گیا ہوا افسوس۔ قولہ ابن خزیمہ نے صحیح میں داخل کیا۔ صحیح ابن خزیمہ کے روایت
 کی بحث قبول عدم قبول بھی اسی حکم میں ہے امام عینی اور دیگر محققین حنفیہ کی تحقیقات کے
 حوالے سے جب لکھو گے تو ہم بھی مفصل بات چیت کریں گے یا رباقی صحبت باقی کچھ مضمون ہے
 اسی سے علمائے بین ید یہ ہونا اس اذان کا ثابت کیا۔ محققین فقہ حنفیہ کی ضد با عبارات ہیں
 جن میں اس اذان کا بین ید یہ ہونا بتایا ہے مگر شرح یا قناب میں اس حدیث کا حوالہ
 نظر سے نہیں گزرا حوالہ تو اس فقہ کا دیتے ہیں جو شرعاً حکم شہرت و تواتر میں ہے یہ کہنا کہ صرف
 اس حدیث محمد ابن اسحق پر بین ید یہ کا مدار ہے اور علماء احناف صرف اس سے ثابت
 کرنے میں تشکیک و تدلیس ہے آپ کتنا ہی دھوکا دیں مگر محقق منصف آپ کے وام ہیں
 نہ اسے کا فاقم و لکن لا انھم پھر روایت بین ید یہ اور روایت علی الباب میں جو فوق عظیم ہے
 یعنی حدیث عشرہ کا وہ کیوں غت رو کر تدلیس بین ید یہ سے عوام کی عقلوں کو بھانسا گیا
 کیا اسی کا نام دیانت ایمانی ہے افسوس۔ قولہ کیا اذان من المدین بدلائل قاطعہ بہت
 بکر دیا کہ سجدے چہرہ اطلاق ہیں جو بات آپ کے دماغ ستر لین میں گھس جائے انجہ وہ نص ہے
 اور ظنی بھی یقینی ہی خواہ وہ کہنسی ہی ضعیف و خفیف ہو خواہ اس کو کسی روایت سے عبارت

سکوت ابو داؤد

ثابت کیا ہوا نہ عجیب کبر و ادہام پرستی ہے مجتہد مطلق مثلاً حضرت امام الکملہ امام اعظم کے مسائل
اجتہاد یہ قطعی نہ ہوں اور وہ بدلائل قاطعہ ثابت نہ ہوں مگر بریلوی تخیلات مرتبہ حق کی بجائے
اور دعویٰ کیا جائے کہ حق ہمیشہ ہماری طرف ہوتا ہے۔ قولہ محکف قنا مسجد میں جا سکتا
ہے بے ضرورت محکف کو مسجد متعارف سے باہر قنا مسجد میں جانا نہ ہونا سو نا بدیہنا اٹھنا
درست ہے اس کا ثبوت کتب فقہ سے دیکھئے کہ یہ قول مفتی یہ وسلم فقہ فتنی کا ہے۔ قولہ ابتر
معلوم ہوا کہ یہ حدیث اس اذان کے بمعنی مراد اہل حق خارج مسجد ہونے میں صحیح ہے نہایت
عجیب تو نہ سمجھ دار ذی انصاف کو معلوم ہوا نہ ان رسائل خرفہ و اطلوہات مبہمہ و قافیہ فیصلہ
وغیرہ کے معنی معلوم ہو سکے کہ یہ حدیث نص صحیح ہے اور تو اور معنی مراد اہل حق کی تعیین بھی
تو ابھی نہ کر سکے دو معنی آپ نے تجویز کئے ہیں ایک دیو فیصلیں دروازہ ایک قنا مسجد تو عباد
فتح القدر میں فی حدودہ کی ضمیر سے کہتے مراد ہیں واہ واہ بدلائل قاطعہ یہی نص صحیح
ہے سچ تو یہ ہے کہ نص صحیح کہنے والا صحیح و مانع اور منصف و یانث وادھر گز نہیں ہو سکتا
عن المنبرین یدئی الخطیب قریباً منہ علی المنبر وغیرہ وغیرہ متعدد الفاظ و عبارات تو
دلائل صحیح نہ ٹھہرے اور لفظ علی الباب نص صحیح بجائے کہ جو اس کا منکر ہے گو یا منکر
نص صحیح کا حکم پائے یہ بریلوی اجتہاد و عجب ید و امامت و اخلاص و ویاہیت ہے نئی
منطق نئی ویاہیت ہے اللہم اہتکوننا لالی الحق ثانیاً وہ حدیث اہل حق کے نزدیک نامعتبر ہے
کیونکہ اس میں ایک راوی وہ ہیں جن کا حال تدلس رسائل مفصلہ میں مذکور ہے۔
قرب کی بحث میں محقق صاحب نے عجیب دور کی ظاہر فرمائی ہے اور نئی نئی چالیں
چلی ہیں اول تو فرماتے ہیں کہ قریباً منہ تم کو کیا مفید قرب امر اضافی ہے بریلوی صاحب
ذرا اضافت تو دیکھنی ہوتی کہ یہ اضافت ہی جناب کی جان کو وبال ہے کیونکہ عند المنبر
اور یمن یدئی المنبر کا ہونا اس اذان کے خصوصیات سے تو آپ کو بھی مسلم اور لیل الفاظ کا
ایسے قرب پر دال ہونا بھی جناب کو مسلم ہے جو اذان جمعہ کے لئے ضروری ہوئی جہاں

اس اذان میں باعتبار اذان اول زیادتی قرب ہو اب ذرا سوچئے اور پھر ایک عربی عالمین
 دونوں کا اظہار مقصود ہوتا ہے کہ سناؤ الاذان الثانی قریب من المنبر بالنسبة الى الاذان الاول
 اور اذان اول حد و مسجد میں ہونا چاہئے لہذا حد و مسجد مثال بعد ہوئے اور جواز ان حدود
 مسجد میں ہوگی وہ اس اضافت سے بعید ہوئی کیونکہ قرب اس کا مضاف ہو تو معلوم ہوا کہ
 اذان ثانی میں خصوص قریب من المنبر بمقابلہ اذان اول کے جو حد و مسجد میں ہوتی ہے ہونا چاہئے
 اور وہ خصوص قریب نہیں ہے مگر فی المسجد اب اس میں یہ مقدمہ ملا ہے کہ القریب من المنبر
 بالنسبة الى حد و المسجد مسجد قلا اذان الثانی فی المسجد نتیجہ برآمد ہوا آپ کا دعویٰ تو باطل
 ہو گیا پھر اب فرمائیے کہ قرب کا امر اضافی ہونا ہی اسی آتشیں گلے پڑنے کا سہمدان ہو گیا
 یاں اگر آپ اس لفظ قرب کو محمل ثابت کریں اور اس کی جگہ صلاح فدا کر کا م فقہاء میں لفظ البعد
 داخل کریں تو آپ کا مدعا خروج ثابت ہو جب قریب کے امر اضافی ہوئے ہیں۔
 حاصل نہوا تو نہی ترکیب نکالی کہ مسجد بقعہ واحدہ ہے اس کے ہر جزو سے قرب کل مسجد قرب
 ہے لہذا اگر کنارہ مسجد سے بھی قرب ہو تو بھی قرب مسجد ہے۔ یہ تقریر کرتے وقت بیعت غشی
 صاحب نے اپنے بھولے پن کا ثبوت دیا ہے گویا ساری مسجد جزا تجزئہ کیوں جناب کیا مسجد
 مسئلہ محاذات مرد و عورت میں اور مسئلہ مرور میں حکم بقعہ واحدہ میں ہے ہذا تجزؤ
 جی کر نہیں ذرا سوچ سمجھ کر ثابت کیا کہ وہ جگہ ایک حکم نہیں ہوتا فتوے نویسی ہی ہتھکنڈ ہو
 وہ سرے غیب کو قرب من المسجد اور قرب من المنبر کا فرق معلوم نہیں۔ یہ تو کہنے کیا آپ
 سو رہے ہیں یہ بحث قرب من المنبر کی ہے یا قرب من المسجد کی ہے
 میں رہ کہ تو میری بہتر گنتان بہت

محقق صاحب قرب من المنبر قرب من المسجد سے خاص ہے قرب من المسجد میں تو خارج مسجد ہونا
 لازمی ہے اور قرب من المنبر سے داخل مسجد ہونا ثابت اگر کوئی بے ادب کہے کہ میں نے قریب منبر
 پشاپ کر دیا تو پہلے آپ اس پر فتویٰ دیں گے یہ مندر مسموع نہو گا کہ مسئلہ اذان کے قرب سے

قرب کے معنی مسجد سے باہر کے ہیں جہاں پیشاب کرنا کوئی جرم نہیں مگر خافہم و لکن لا نفہم ابراہیمؑ ہنوز
 مانا کہ مسجد کے جزو سے قرب منبر سے قرب ہے تو پھر منبر سے قرب باب سے قرب کیوں نہیں اور آپ
 اذان داخل مسجد عند المنبر کو علی الباب کیوں نہیں کہتے سب تاویل ہیں اور احتمال غریب منبر ہی
 کے سر کیوں ہیں علی الباب میں کیوں قرب بریلی کی مسجد سے چار گز سے گزر کر منبر تک نہ جا سکا
 بین یدی کی بابت یہ پال علی کہ چاروں کتابوں میں تو قرب کی تصریح نہیں لیکن جب یدی
 پر نظر پڑی تو بے اختیار پکار اٹھے کہ بین یدی کے معنی عام ہیں قرب و بعد سے وجہ
 جامع صرف البصار ہے ہم بار بار سمجھا چکے کہ یہ معنی حقیقت عرفی نہیں اور یہاں وہ باتفاق
 فریقین مقبول نہیں پس اس کا ذکر اور اس بنا پر اعتراض کیونکہ ٹھیک ہو سکتا ہے لفظ بین
 کا خاص اذان جمعہ میں آنا کہ مطلق قرب یعنی فنا مسجد تو تمام اذانوں میں ہے صرف تبارک
 ہے کہ اذان جمعہ میں کوئی خصوص قرب ہے جو اور اذانوں میں نہیں لہذا دخول متعین
 یہاں تک تو متعین بریلوی بین یدی کے معنی صرف البصار کے کثرت ہے لیکن آگے چل کر
 قرب کا انکار ہو گا تو نبیؐ آواز نکلی یہاں کس نے انکار کیا کہ بین یدی میں ایسا قرب بھی نہیں
 ہوتا یعنی جیسا قرب ہم میں اور خریا میں ویسا ہی اذان اور منبر میں ہونا چاہئے تو پھر معلوم
 کہ اللہ تعالیٰ کو اذان کے زمین پر اتارنے کی کیا ضرورت تھی آسمان راجع پر حضرت علیؑ علیہ السلام
 سے اذان دلوادیتے اگر جناب یہ فرمائیں کہ اس سے اذان کی غرض جہل نہ ہوتی تو نہایت
 اوبہ سے عرض ہے کہ اس اذان کا قرب و بعد غرض یہ ہو قوف ہے اور اب اس اذان جمعہ
 کی غرض عظم انصات ہے اور انصات ہر مسجد میں خروج سے حاصل ہوتا ضرور نہیں لہذا
 دخول متعین۔ قولہ قریبا من المنبر کی بھی تصریح نہیں یہ بیچ ہے کہ لفظ قرب نہیں ہے لیکن جب
 بین یدی اور عند کو قرب آپ بھی تسلیم کرتے ہیں تو لفظی تصریح نہیں تو معنوی تو ہو ہی چو اپنے
 مقصود تجدید یعنی رد خروج کے لئے کافی ہے۔ قولہ نہ کہ ان کے مقصود اس قرب خاص
 معین کی جو کوڑھ کو سے زائد نہ ہوں گویا سوا گز یا ڈیڑھ گز یا کچھ بیش گز اس کی تعمیر تجدید

افترا اہل تجدید ہے اس وقت تک اہل حق قائلین دخول مسجد کی طرف سے کوئی خاص تجدید
 بالمشقطنون انچون کی نظر نہ آئی اہل مقصود داخل مسجد قریب منبر ہے اگر سید نہ دوسری
 یا تیسری صف میں بنا ہوا محراب والاں مسجد پر بنا ہو جس پر اطلاق لفظ اہل الباب بھی
 صحیح ہے اور حدیث و فقہ سب متفق ہوئے جلتے ہیں جیب ہمارا مقصود حاصل ہے
 اپنے دل سے دعوت تراش لو دوسروں کے ذمہ اس کو ڈالو یہ کوئی شان انصاف
 نہیں ہاں جو اذان الایضیٰ صحیح ہے ہی باہر خاص باب احاطہ مسجد پر یا اس کے باہر قرار
 مسجد میں موجود عند المنبر نہیں ہے بلکہ عند المسجد ہے لہذا اس پر یہ الفاظ فقہی منطبق نہوں گے
 قولہ اجابت کوئی صاحب نہ بنا سکے عبارات کتب فقہ برابر البصار سے زیادہ قرب خاص پر دلالت
 کر رہے ہیں لیکن آپکا دماغ ان کو نہ قبول کرے تو مجبوری ہے بین یدینی اور عند المنبر ہونا اس
 اذان کا اب انصاف کیلئے ہے اور ہر البصار کو انصاف لازم نہیں کہو البصار سے زیادہ دلالت
 خاصہ ہوئی یا نہیں آخر اہل تجدید بھی جو حد و مسجد کے قائل نہیں تو کیوں مسجد کے حد و کے
 باہر تو یا دو سو گز دور جہاں البصار ہو اور غرض انصاف حاصل نہو نہیں ملتے یہ دال الیہ خاصہ
 نہیں تو کیا پھر قولہ کیا جبریل یہ کہہ رہے کہ جو کچھ ایک دو نام تھے آگے ہے وہی اللہ کا ہے کیا
 جبریل علیہ السلام یہ کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ ہمارے ہاتھوں کے آگے ہے وہ کچھ فاصلہ چھوڑ کر
 اللہ کا ہو ہرگز نہیں بلکہ اس کی ابتداء اتصال حقیقی سے شروع اور اس کی انتہا کی کوئی حد
 نہیں کہو اس کا قیاس سب اذان پر ہے تمیزی ہوئی یا نہیں قولہ کیا اب بھی نہ کھلا کہ عبارت
 راجع ہر اس مرد الیقینی مقصود اصلی کے منافی ہے۔ اگر آپ کے فہم کے مطابق عموم خصوص
 بھی تسلیم کر لیا جائے تو ان دونوں میں تنافی عجیب بات ہے اور خاص بریلوسی صطلح ہو
 تو دوسری بات ہے۔ قولہ جی مگر وضعت الطعام بین یدینی کی حقیقت عرفی میں اس سے بھی
 تنگ نزلہ جی قیام موزن بین یدینی المنبر اور جلست بین یدینی ایک حکم میں ہوگا اس کے مقابلہ
 کے لئے وضعت الطعام بین یدینی کی تنگی اور ثریا و عرش عظم اور آٹھ ہزار برس کے پھیلاؤ

آپ کی تخطوط الحامی پر دلالت کرتا ہے نہ اتنا خود انصاف سے کام لیا کہ وہ قائل کہ انکم دلیل صحیح سے
یہ ثابت کرنا تھا کہ اذنت بین یدیں میں مخصوص مقام و قرآن حالیہ سے وہ قرب مستفاد ہو جو مسجد کے
اندہی ہے۔ پہلے ہم نے متعدد پیرایوں کا لفظ لکھا تھا تو آپ نے بڑا شور مچا یا تھا کہ عبارتیں صحیح طور پر
پیرایہ کا لفظ اختیار کیا جی اب سمجھے کہ لفظ قرآن مجبوراً آپ کو بھی تسلیم کر کر لکھنا پڑا بیشک قرآن مجبوراً
عبارات فقہانہ اور فقہود اذان مخصوص محل پر دلالت کو فرماتے ہیں کہ نہ اتصال حقیقی ہو اور نہ وسعت
یہ انتہا بلکہ اس کی حد ہے اور وہ فی المسجد کہ خروج مسجد کے بعد عند المسجد کا اطلاق عن المسجد سے
ہو وضع ہے کیا یہ تصور ثابت ہو۔ قولہ صحاح وغیرہ میں جو بین یدی کی صرف امام و قدام سے
تفسیر کیا ان کی تفسیر کو یوں ناقابل قبول جی انھوں نے حقیقت ہونے کی تصریح نہیں کی
بخلاف امام راغب وغیرہ کے حقیقت عرفی حقیقت لغوی پر منحصر ہوتی ہے پس نقصان و غلطی کی بحث
بیکار پھر وہ تفسیر بیان آپ کے نزدیک بھی تو ناقابل قبول ہے پھر خود اپنے آپ سے کہیں انہیں
پوچھئے۔ قولہ پر تقدیر اول عبارت راغب و کشاف و مدارک میں جو بین یدی کی تفسیر کی ہے
کہیں بھی اس قرب خاص کا پتہ ہے کچھ تو سمجھ عبارت راغب وغیرہ سے یہ دکھانا مقصود ہے
کہ حقیقت بین یدی میں باعتبار عرف وہ قرب معتبر جو بہت امام و قدام سے انص ہے اور یہ بجا
ان عبارات سے بخوبی ثابت باقی وہ قرب خاص اذان عبارت فقہانہ و یونان بین یدی
میں خد معین رکھتا ہے اس کا عبارت امام راغب میں تلاش کرنا اور سوال قائم کرنا انویات
نہے کہ یہ کسی کا دعویٰ ہی نہیں کہ امام راغب وغیرہ خاص اذان جمیعہ کا مسئلہ بیان کر رہے ہیں
یا وہ کوئی باب صلوٰۃ اجماع لکھ رہے ہیں۔ قولہ تو امام راغب وغیرہ کی بات متخیر ہے یا اس
کثیر جماعت کی اس کا جواب ہم اوپر بیان کر چکے۔ قولہ کیا آپ کو نہیں معلوم اذبحار الاحتمال
بطل الاستدلال اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا تو حدیث علی الباب اور قالوا لا یؤذن فی المسجد
کبھی استدلال نہ کرتے مگر سچ ہو دیگر ارا بصیحت خود فضیحت۔ قولہ تو غایتہ مافی الباب یہ
نفی تصریح ہوئی پھر نفی تصریح تصریح نفی تو نہیں۔ جب امام راغب وغیرہ کے قول سے

مستفاد

تفسیر

یہ ثابت کر دینا کہ بین یدی باعتبار حقیقت عرفی قرب کیلئے ہے صرف محاذات خالی از قرب پر اس کا حاصل مجازی تو جب تک کسی عبارت کے متعلق تصریح نہ ہوگی یا قرینہ واضحہ قائم نہ ہوگا کہ یہاں معنی حقیقی مراد نہیں ہیں مجازی مراد نہوں گے اور ایسے موقع پر نفی تصریح تصحیح نفی کا ہی حکم رکھے گی بالخصوص جبکہ صرف محاذات خالی از قرب مراد ہونا خلاف قول اقلیین بلکہ خلاف اجماع ہے ایسی کھلی بات کو نہ سمجھو تو خدا تمہاری عقل کو سمجھے۔
لاکھ ٹوٹے کوڑھیا پڑوہ جیو اں ہی رہا

تو فاتح شرح قدوری میں اسی بین یدی کی تفسیر اے فی خدا نہ موجود ہے پھر یہیں کیا مضر اور آپ کو کیا مفید کیا اس سے محاذات مطلقہ مراد ہے جو آپ خوش ہو گئے۔ بی محاذات مطلق باجماع مراد نہیں اگر مطلق مراد ہو تو آپ اس کا ثبوت دیجئے تو اور آپ جب تک یہ نہ ثابت کر لیں عبارت فقہاء سے جنہیں لفظ بین یدیہ وارد ہے آپ کا اس قرب مخصوص ہونا نہ نرا شرط القیاد قرب مخصوص تو بالاجماع مانتا ہی پڑے گا عام کا وجود خارجی بغیر خاص کے اور مطلق کا وجود بغیر مقید کے کہیں ہو سکتا ہے اور عام کو عام اور مطلق کو مطلق مراد نہ ہونا اس مقام پر سب کو تسلیم ہے۔ آپ نے جو قرب مخصوص اپنے لئے مراد لیا ہے کیا اس کے لئے فقہاء کوئی نص صریح ہے اگرنا مسجد سے ایک گز یا ایک بالشت ہوتا تو وہ قرب باطل ہو جاتا اور اگر کہیں مسجد کی فضا ہی نہ ہو تب تو وہ قرب بحدوم محض ہوتا ہے ہم پہلے لکھ چکے ہیں وہ پھر لکھتے ہیں کہ فقہاء کرام نے روایت ابن اسحاق علی باب المسجد کو نہ لکھا ہوئے جو عند الباب وعند المسجد یا بین یدی الباب وغیرہ الفاظ جو خروج مسجد پر دال ہوتے استعمال کئے اور وہ الفاظ جو عرفاد داخل مسجد پر دلالت کرنے میں استعمال کئے اور کہیں روایت ابن اسحاق کو بطور مستند بھی ذکر کیا ہر جگہ توارث اور تعامل سے مشتق نہ کیا تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے نزدیک یہ ماذان داخل مسجد ہے۔ اگر وہ لفظ داخل المسجد بھی صریح لکھتے تب بھی مجادلہ کی گنجائش تھی کہ شاید دروازہ مسجد کے قریب ایک بالشت ہوتا اور مسجد اور صحن مسجد

جہات خالی از قرب

اور محراب والاں مسجد اور صفت ثانی اور ثالث اور پانچ زیریں منبر کے مکانات کی تعیین کہاں
 لکھی ہے ہاں چھ تسو اور فٹ بالشت لکھ دیتے تو یہ محمولہ ہوتا کہ معمار سی فٹ مرا ہے یا
 کپڑے کا فٹ وغیرہ اور بریلوی فٹ ہے یا بدایونی اور اصل زمانہ سلف کا بالشت مراد ہے
 یا زمانہ خلف کا تو ایسے شاعر و مائتر کے مناظرہ کی کہانی تو قیامت تک ختم ہونے والی نہیں
 قولہ فقہائے ذکا اذان جمعہ میں جو بین بدیدہ فرمایا اوس میں اس کی اصلا تصریح نہیں کہ یہاں
 یہ بدایونی قرب ٹھوس مراد ہے آپ ہر جگہ جو اس قرب کو بار بار بدایوں کی طرف نسبت کرتے
 ہیں تو کیا دنیا کو اندھا بنانا خود اندھے نیکر چاہتے ہیں مکی مدنی رومی شامی
 ہندی بغدادی پھر ہندوستان میں عامہ بلاد بلکہ خاص بریلوی قرب ہی یہی ہے
 یعنی داخل مسجد اور فقہا کرام کی عبارات میں بھی عجب عرف ہی مراد ہے کہ فی قضا المسجد کھنڈ
 المنبر کنا خلاف عرف ہے۔ پس یہ عبارت خود اس اردہ پر دال ہے کہ مراد ارا۔ قولہ عبادت
 بدیدہ کو اس طرح محاورات اہل عرف پر محمول چھڑاتے حمل قیام مؤذن کوئی ایسی عبادت بدیدہ
 نہیں کہ اس کی تجدید کے لئے فقہا کرام کو فٹ یا بالشت لکھنے کی ضرورت ہوتی نہ یہ کوئی ایسا مسئلہ
 تھا کہ اس پر حکم سخت یا عذاب و ثواب مرتب ہوتا جب یہ بتا دیا گیا کہ اس اذان کی غایت
 اعلام شروع خطبہ و انصات ہے تو نصف فہم کے لئے تعیین مکان ہو گئی یعنی داخل مسجد قرب منبر
 امام کے روبرو۔ فقہا مسجد میں یا دروازہ پر قیام مؤذن سے یہ غایت حاصل ہونا لازم نہیں بلکہ تجدید
 حدود و قضا مسجد میں اذان کے قائل ہیں پھر آخر اذان حدود کی کوئی تجدید ہی یا نہیں۔ قضا مسجد باعتبار
 مساحت مختلف ہوتی ہیں پھر یہاں پر عبادت بدنی کیوں مطلق چھوڑی گئی کہ جواب اولیٰ ایا نہیں۔
 قولہ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ شرعاً صفوف میں امام سے قرب مقصود فی الواقع کیا خوب اختلاف عرف شرع
 والہ ہنک مثال بریلوی صاحب نے مسئلہ صفوف فی العمائر کو بنایا ہو حالانکہ اگر بریلوی صاحب فقہا کی
 اصح بیان علت پر غور کرتے کہ مسجد بقعہ واحدہ ہے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ معنی قرب تو تعیین ہیں
 لیکن مسجد کے بقعہ واحدہ ہونے کی وجہ سے حکم جواز اقتداء میں اتنا ہی قرب کافی ہو اور حکم

شاہد

شاہد

مخصوص بال افتد ارفی المسجد ہی سکہ اذان میں قرب من المنبر ہے اور منبر کا حکم مسجد میں ہونا ثابت نہیں کہ مسجد کے جزو سے قرب منبر سے قرب ہو جائے بدیلوی محقق صاحب بحث یاد رکھائیے غلط بحث کرنا ٹھیک نہیں۔ ذرا یہ بھی فرما دیجئے کہ قرب مقتدی من الامام محب اور بعد مکر وہ ہونا نہیں کہ اب آپ کا وہ عرف فقہی کا کلیہ کہاں گیا اور بقعہ واحدہ کا حکم میں اعتبار کیسا غدر بود ہوا سچ تو یہی کہ اگر اسی فتوے نویسی پر ماری ہے تو عزیز عوام ہمت کو پریشان اور حیران کر ڈالو گے خدا سے ڈرو سچا اخلاص خوشیت فروتنی غور و تدبیر کام میں لاؤ جب سیادت تقاضا و غرور و تکبر اعجاب بالرائے تعبیل است و دھڑی امراض باطنیہ سے نفس کا تزکیہ کرو اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو اپنی سچی مخلص بندہ بنائے اور وسائل فرعیہ و اصلیہ قلذیہ قطعیہ میں تشدد و حیا تعدی و تجاوز عن الحد سے محفوظ رکھے اللہم صل علیٰ دنیا بائ و اہلنا الی الخ۔ قولہ عبادت تقنا میں لفظ میں بدی المنبر سے معنی مراد کی تعین اس قرب مخصوص میں

بقول آپ کے اس وجہ سے ہوئی کہ وہ علماء اہل سنت کا معمول ہے تعین مراد ان تمام وجوہ سے ہوئی جو ہم نے تفصیلاً عند وہیں بدیہ وغیرہ کی بحث میں تحریر کی ہیں کہ یہ الفاظ باعتبار عرف عام اہل عرب عجم فقہ و حدیث دخول پر دلالت کرتے ہیں ان کی دلالت اور کسی چیز پر موقوف نہیں کہ دور لازم ہو یا اس کے متواہد خاجیہ میں سے ہو اب بھی اگر تعین مراد نہ ہوئی ہو تو ہم پر سمجھ لیجئے ہمارے پاس اسے ہم کو بلائے جس طرح ہو سمجھ لیجھائے۔

قولہ کہ دور ہو جایا نہیں جی نہیں دورہ ہوا دور کی حالت تو ابھی ہم نے ظاہر کی بدیلوی صاحب اگر تکلیف نہ تو دور کی تعریف ہی کسی طالب علم سے پوچھئے پھر ہمیں بھی سنا دیجئے تو ہم بھی دیکھیں گے کہ آپ کے یہاں کی نئی تعریف دور کیا ہے۔ قولہ جنہیں قرسے بن لڑان

دے جانے کا تو ایک میں بھی ذکر نہیں الی ان قال اور ایک میں تو سرے سے اس کا کچھ ذکر ہی نہیں کہ اذان کہاں دیا جائے۔ فتوے ہدایوں میں چار عبارتیں نقل کی گئی ہیں ایک عینی کی ایک در مختار کی اور عالمگیری کی ایک عبارت کے متعلق اس نے لکھا ہے کہ اس میں سرنیب مقام اذان کا ذکر ہی نہیں حالانکہ اوس میں صاف تصریح ہے بحسب السی

و یکہ البیع عند اذان المنبر الى ان قال والمختار اول الاذان بعد الزوال سواء كان على المنبر او على الزوراء اور اس کا ترجمہ بھی خود آپ نے لکھا ہے بیچ کب سے مکروہ ہے بعض نے فرمایا کہ اذان منبر کے وقت صبح یہ ہے کہ اذان جو بعد زوال ہے اس وقت سے بیچ مکروہ ہے خواہ وہ منبر والی اذان ہو یا منارہ والی۔ کیونکہ جناب یہ اذان منبر منبر والی اذان آپ نے لکھی آپ کو یاد دل رہی۔ اور تین عبارتوں میں لفظ بین یہی تھا جس کے متعلق آپ نے انکار کر دیا کہ قرب کا ان میں ذکر ہی نہیں ان کے نزدیک گویا تمام اہل لغت کی وہ تمام عبارتیں جن میں بین یہ یک کے معنی قریب منک کے لکھے ہیں سب محل ہیں صرف اس قصور میں کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں یہ بھی تحریر کر دیا کہ کبھی یہ لفظ محاذات کیلئے بھی آتا ہے اب گویا ہولوی بریلوی کے نزدیک پہلے معنی غلط رہو د ہو گئے اور اہل لغت کے لفظ قریب کے معنی بھی حکم تجدید بعید ہو گئے۔

اس کے بعد محقق صاحب نے عند کی بحث کی اسمیں دونی چالیں چلیں۔ ایک یہ کہ عند پتہ میر سے ملا و جواز ناخوار پتہ سے ثابت نہیں ہوتا لیکن یہ بات محقق صاحب نے نہایت پتہ کی فرمائی ہے اور اس سے ان کے علم کے ساتھ ہی ان کی قوت فہم عقل کا بھی پتہ لگ گیا۔ زوال یہ پتہ کہ پتہ معروف و مشہور سے ہے یا معدوم الوجود سے اور ان فقہاء کے زمانہ میں اذان عند المنبر ہوتی تھی یا نہیں اگر ہوتی نہ تھی تو اس سے پتہ کیا بطور اخبار یا غیب دیا گیا ہے کہ آج سے دو چار یا پانچ سات صدی بعد ایک اذان خلاف سنت عند المنبر ہوا کرے گی شہوت سے بیچ ذخیرہ حرام ہوا کرے گی اور آج کل کے لوگ اذان عند المنبر کو جانتے ہی نہیں لہذا انکو نزدیک یہ ایک اہل عبارت ہے ان کو ہم نے یہ مسئلہ بتایا ہی نہیں ان سے دل لگی کی ہے اور پتہ غیر معروف و مشہور بلکہ معدوم الوجود سے دیا ہے اور اگر ہوتی تھی اور اتنی معروف و مشہور تھی کہ پتہ میں وہی بتائی گئی گویا اس کے خلاف طریقہ لوگ جانتے ہی نہ تھے تو کیا ایسی مشہور معروف چیز معمولی حدیث کا برفقہا پر ضروری تھا یا صرف گول گول الفاظ کہہ جانے سے

یہ فرض ادا ہو جاتا تھا اگر ضروری تھا تو بریلوی صاحب کو قسم ہے اپنی شان تجدیدی کی کہ کوئی عبادت
 فقہاء کی اس مضمون کی دکھائیں کہ اذان ثانی کا داخل مسجد ہونا ناجائز ہے اور یہ شہرت
 و تعامل صحیح نہیں یا فقہاء کو بھی مجدد و مانع حاضرہ سمجھا ہے کہ جس مسئلہ کو چاہیں چپکا دیں جس
 مسئلہ کو چاہیں گول گول لکھ دیں اب ہم نیت انا چاہتے ہیں کہ اس عندے کس زمانہ تک کے تعامل
 کا پتہ دیا عالمگیری کے پتہ سے زمانہ حضرت عالمگیر غازی کا تعامل معلوم ہو گیا طحاوی کی تحریر
 سے جلد ۳۲ میں فوت ہونے ایک ہزار برس کا تعامل معلوم ہوتا ہے اور طحاوی نے جو کہ حضرت
 حسن بن زیاد متوفی ۱۱۳ھ قمریہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے لہذا گیارہ سو
 برس کا تعامل اسی لفظ عند کے پتہ سے معلوم ہو گیا سب سے بڑھ کر خود حضرت امام الکامل نام ابو حنیفہ
 کا تعامل ہے کما فی العالمگیری عن الحسن بن زیاد عن ابی حنیفہ ہواذان العتبات لا یؤشیتم
 الاذان عند المنبر فلو اداء السنة ابھی اگر اہل تجدید جدیدین مانیں تو انصاف خدا پرست
 اسی عند کے پتہ نے حضرت مہدیؑ تابعی متوفی ۱۳۵ھ کے تعامل کا بھی پتہ دید یا بلکہ مہدیؑ نے تو
 حکمت و قول بھی مصرح فرمادی اور بریلوی تجدید کا دروازہ بالکل بند کر دیا و الحمد للہ علی دلائل قویہ
 اس اذان کا بفضلہ تعامل جو نہ قرون اخیر سے داخل مسجد ہونا ہر طائفت حجت کے نزدیک منسب نہیں ہو گیا
 رہتے مکارین ان کے لئے تو کام براہین پرکار ہیں جب کلام فقہائیں کہیں اس کا انکار موجود
 نہیں تو ایک حکم عام جس سے اس خاص کی استثنائے وجوہ موجود اور ایک حدیث کے لفظ تحمل
 متروک العمل بالاجماع کی خاطر تمام عبارتوں کو مبہم مجاز وغیرہ ٹھہرانا چاہی ضروری و اردو و سری النور کی چال
 یہ ہے کہ بریلوی صاحب نے عبارت عالمگیری میں ہمارا استدلال لفظ عند کو ٹھیکہ اذان المنبر کا ترجمہ
 مناد یا اور بریلوی تقریر فصیح و بلیغ سے یہ ثابت کر دیا کہ بدایوں والوں کو ترجمہ کننا بھی نہیں آتا
 یہاں عند اتصال زمانی کے لئے ہے الخ حالانکہ وہ کہیں فتوے بدایوں سے یہ ثابت نہیں
 کر سکتے کہ ہمارا ماہر الاستدلال لفظ عند اذان المنبر تھا ہم عبارت فتوے بدایوں بھی نقل کیے و بیخ
 ہیں تاکہ ان کی چالاکی کا راز کھل جائے و دوسری جگہ عالمگیری میں ہے و قال الطحاوی بحسب السی

وکیروہ البیع عند اذان المنبر وقال الحسن ابن زیاد (الی ان قال) مدوا کان علی المنبر علی
المذموماء بریلوی صاحب تلمائیں کہ فتوے بدایوں میں کس جگہ لفظ عند اذان المنبر کا ترجمہ
اتصال مکانی سے کیا ہے ہمارا استدلال اس عبارت میں لفظ علی المنبر تھا اور ہم نے مانا کہ لفظ
عند اذان المنبر ہی تھا تب بھی لفظ عند مستدل نہ تھا بلکہ لفظ اذان المنبر تھا جس کو بریلوی
صاحب نے ذکر بھی نہ کیا ہے و طے لفظ عند کو اور اس پر اتنا طوفان پر پا گیا کہ الامان الحفظ
جنا بابہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر الشمس علوم کے طالب علموں سے شرم آتی ہے تو منظر
الاسلام کے ہی طالب علموں سے پہلے فتوائی بدایوں پڑھ لیا ہوتا تب رو کر نے چلے ہوتے
اب اگر عالمگیری کی وہ عبارت دیکھنا چاہیں لفظ عند المنبر ہو تو عن الحسن بن زیاد عن احمد بن حنبلہ
معانہ فرمائیے اب کھئے کہ اس کا ترجمہ وقت منبر کے ہوا یا نزدیک منبر کے اتصال مکانی ہو
یا مکانی۔

نقولہ کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ فقہاء کرام نے جامع الرموز میں بعد قول عند
المنبر کے اس کی تفسیر قریباً منہ سے کی ہے آپ لفظ عند المنبر ہی دیکھا کیجئے دیکھئے بھالے
غلط حوالے دینے سے باز آئیے ایک لفظ بعد قول عند المنبر کا جو زلت قلم ناسخ تھا آپ کو کیا
مل گیا کہ آپ چاہتے ہیں ہر ہو کر سفیانہ طور پر بچوں کی طرح رقص میں آگے آخربین یدید کی
تفسیر میں تفریباً منہ سے اور مفاد و دونوں کا بدائتہ ایک داب محصلین دیکھئے اور صاحب علم
وقار کی روشنی لکھ لفظی پھیر بھار کے چکر میں پھنسنے تو خیر نہ تو مثال بچوں کی شوخی
اور طرازی سے باز آئیے منصف محقق کے نزدیک جتنی کتابوں میں بین یدید یا عند المنبر ہے
وہ سب حقیقت میں قریباً من المنبر کا مفاد دے رہے ہیں یہ سب الفاظ ہمارے مقصود یعنی قرب
مخصوص و غل مسجد پر باعتبار حقیقت عرفی شہود و صدق ہیں اور خروج مسجد سے گریزاں

اب ذرا بریلوی صاحب کی بحث علی کا بھی حشر سن لیجئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ علی بھی بیتہ
میں ہے چھٹی ایسا بیتہ دیا کہ خروج کا دور دور تک بیتہ نہ رہا اور معلوم ہو گیا کہ زمانہ تصنیف

مبسوط تک و جیسے لفظ اعلیٰ موجود ہے) و دخول ہی مشہور و متعارف بلکہ بلا تکبر معمول فقہاء تھا
 اس کے بعد بریلوی صاحب نے علی کے دو اور معنی بیان کئے ایک تو لزوم یعنی اذان ملازم منبر
 دوسرے مصاحبت یعنی اذان مع المنبر اول تو یہ معنی مکان کو بھی شامل یعنی ملازم المنبر فی مکان
 وقع المنبر فی مکان جس سے صاف ہمارا مدعا ثابت یہاں لزوم و مصیبت مراد لینے سے لفظ
 استعمال وغیرہ مجبوراً مقدر ماننا پڑے گا استعمال لزوم اذیت مکانی کے ہوتے اتنا تکلف
 کرنا اور استعمال کا لفظ مخدوف ماننا غیر ضروری بلکہ ناجائز و تاویل القول بمالایضی بہ قائمہ
 اچھٹ ہے کہ ان طویل مگر ضروری بحثوں سے کاشمیں فی نصف النهار ظاہر ہو گیا کہ الفاظ میں
 یہ یہ عند۔ علی۔ قریباً صراحتہ دخول مسجد پر وال ہیں اور تجدیدیکی جانوں کو وبال اور ہکوشی
 ہی ساتھ خود بریلوی کی زبان سے زمانہ امام اعظم رضی اللہ عنہ دخول مسجد کا معروف و مشہور
 بلا تکبر ہوتا ثابت و ماذا بعد الرحمن الا الضلال۔ کیسا صاف صریح فیصلہ ہے کہ ان کے زمانہ میں
 یہ اذان داخل تھی اور ان کے نزدیک بھی حکم شرعی متواتر تھا اگر رسم ناجائز و عیبت
 سبب کی طور پر ہوتی تو صاف و صریح الفاظ والہ علی الخروج موجود تھے۔ لکن یہ کہ یہ
 اذان خاص غلبہ خارج مسجد یعنی قلاں ہونا چاہئے نہ یہ کہ ایسے الفاظ استعمال کئے جو دخول مسجد
 پر دلالت واضح کر رہے ہیں اور ایسے الفاظ لکھنے سے احتک وہ بدعت یوں ہی چلی آئی گویا
 فقہا ایسے الفاظ لکھ کر موجب اشاعت بدعت ہوئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

قولہ قرب جو عند الشریع اس اذان میں معتبر ہے ہماری سرگرمیوں پر یا آپ کے قریب محض
 کو سو اس کو متواتر لکھنا درکنار ابھی تک یہی ثبوت نہ دے سکے کہ انھوں نے
 اس کو ایک جگہ بھی لکھا ہو بلکہ انھوں نے صراحتہ اس کا رد فرمایا ہے بار بار سمجھانے سے آپ کو
 کیا فائدہ بیکار ہے کیونکہ آپ کے سمجھنے کی امید منقطع ہو چکی تم ہرگز نہ سمجھو گے ٹھنڈی سمجھ
 میں یہ بات گھس گئی ہے کہ اذان عند المنبر اور بین یدی المنبر اور قریب المنبر خارج مسجد
 کو کہتے ہیں ایسی سمجھ کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں جب ہی تو لکھتے ہو کہ صراحتہ اس کا

روفر باب الفانی وفتح کا حوالہ جیسا کچھ ہے معلوم۔ قولہ حدیث انجو دا کو وشریف کہ اس
 پاک و مبارک زمانہ میں میرا اذان باب المسجد پر ہوتی تھی الخ وہی حدیث جس کا راوی متفقہ
 مدس عن الجاہل وشرع منہم اس کے علاوہ علی الباب میں کتنے قتال پھر کیا تم کو یہ نہیں
 معلوم کہ لفظ علی الباب بمعنی حقیقی باجماع است متروک ہے پھر اسی کی کئیوں رٹ لگا دی ہو
 ذرا تو سوچا کرو۔ اس کے علاوہ بین یدی اور علی الباب کے بمعنی تجارید وستی کیلئے مسجد علی
 توڑ پھوڑ موجب خیال اور اگر کہیں جانب شرقی میں دیوار غیر ہو تو علی الباب تجدد کی جانا کو
 وبال۔ قولہ جب آپ کے نزدیک ہی دین میں آپ کے دیکھے بھالے شہر عامہ بلا و اسلامہ
 ہیں الخ سب شہروں کو جانے دیکھئے یہ بتلائیے کہ یہی دو چار جو میرے آپ کے دونوں کے
 دیکھے بھالے ہیں اور جہاں بڑے زور کے ساتھ مویدین خروج لٹھ چلاتے ہیں اور فساد کر کے
 جان توڑ کوشش کرتے ہیں ان میں کے مسجد و غیر اذان باہر ہوتی ہے اور جہاں یعنی
 ہے تو کچھ دن سے۔ دوسرے یہ کہ تعامل کا ذریعہ صرف ایک البصار ہی نہیں اور بھی فلیحہ
 تبار ہیں ذرا شیخ عقائد نسفی ملاحظہ کری ہوتی۔

قولہ اور آپ اپنے سے دو چار پشت اور پر کا ثبوت دیکھیں یہی اپنے ہی سے نہیں بلکہ
 آپ کے اور پر کی جائے پشت تو کیا بھی نہیں آپ کے پیر ان سلسلہ آپ کے اساتذہ آپ کے
 مدد و حین و محبین بلکہ آپ کو تحریر و تقریر سکھانے والوں اور عالم اہلسنت بنانے والوں کا تعامل
 دکھارہے ہیں مگر مطابق فان القول ما قالت خدام۔ آپ کسی کو کاپے کو مانتے ہیں۔
 قولہ پیروں دروازہ مکالمات سے کس نے پھیکا۔ چند میر پری کہ خسرو راجہ پشت
 خوب بھی آپ کو ہی نہیں معلوم کہ فناء مسجد میں آپ اس کا حکم دیتے ہیں تو دروازہ کی قید
 کہاں اب لیجئے حدیث بھی اور گئی علی الباب کی قید بھی فقروا سمجھے یا نہیں۔

قولہ دروازہ سے بھی باہر اس اذان کا ہونا نہ ہم نے لازم کیا۔ آپ اس کو فناء مسجد میں
 ہونا جائز تو مانتے ہیں اور بہت جگہ فناء مسجد بعین الباب ہوتی ہے چہ جائیکہ بعین البصر

شیخ عبد اللہ وادادہ امام کا قاتل

اسی صورت میں آپ پر خود بخود بعد عن الباب لازم ہے چہ جائیکہ خروج عن الباب کہہ کر
مکرنا کیا ممکن الفصاحت ہے پس آپ پر ان اطلاقوں کی حسب محاورہ عرب صحیح ثابت نہ کی
کیوں ضرورت نہیں۔

تو کہ دیکھئے اذان باب المسجد پر ہوا اور خود معانی اہل زمانہ سائب ابن زید اسے بین یکدیگر کیا
چھائی آپ کے نزدیک عرب نہ تھے یہ سوال آپ کا بنا، الوہیم علی الوہیم ہے اسی میں تو کلام
ہے کہ علی الباب قول معانی کا ہے یا نہیں گویا آپ نے ساری بحث تفرود تلبیس عن الضحیٰ
دیکھی ہی نہیں کیا خوب اور پھر لفظ علی الباب کا خروج پر نص صحیح ہونا کس کو تسلیم ہے
پس آپ کا یہ کہنا کہ اب بھی کچھ شک رہا کہ محاورہ عرب میں عند اور قریب دونوں کا اطلاق
اذان علی الباب پر صحیح ہے تشکیک حوام نہیں تو اور کیا ہے کیوں سمجھے یا نہیں۔

تو کہ کیا جب حضور منبر پر تشریف فرما ہیں تو آپ اجازت دے سکتے ہیں کہ ایک شخص عین
موجہ اقدس میں صحن مسجد نبویہ سے خارج ہو کر چلا آئے بیشک پستی آواز حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم بروسی لہ الفداء کے موجب سے شروع ہوتا ہے عین منبر کے متصل سے کھینچنا یا
صحن کو داخل ہونا ہوا دروازہ پہنچنا ہوا عدد و مسجد سے بھی باہر جانا ہوا و یا تک پہنچنا ہے
جہاں سے چھیننے والے کی آواز حضور کے صحن مقدس کو تکلیف نہ پہنچائے کیا آپ جائز مان سکتے
ہیں کہ دروازہ پر نہ چلانا جائز نہ ہوا و درجن میں یا قرب منبر جائز ہو چھا کیا آپ اجازت
دے سکتے ہیں کہ اذان بھی خارج از عدد و مسجد ہو پھر کیا ہو جگہ عند کا ایک حکم یہ ہے
آپ کی چوہدر وغیرہ کی مثالیں کہ جنت من عند الملک اور ایک کئی کا کہنا مکانی معنی باب
الاسام کہ یہ سب بیکار تطویل کا حکم رکھتی ہیں۔

تو کہ تفسیر ہارک میں ہے واخذوا من مکان قریب من الوقت الى الشار اذا البشوا
ان ان قال موقف سے ناکہ طوں پر بلائے جانے کو مکان قریب سے پکڑ بولایا جاتا فرمایا
کیا موقف و ناکہ کا فاصلہ اتنا بھی نہیں جیسا مقام خلیف منبر سے صحن کے تمام تک اگر الی الشار

صحن صاحب کبار اذان علی الوہیم

صحن صاحب کی پیکار تطویل

تفسیر ہارک و تفسیر صاحب کبار اذان علی الوہیم

کی جگہ من النار ہوتا تو تفسیر مدارک سے آپ کا استدلال ٹھیک ہو سکتا تھا کیونکہ
یہاں تو عند المنبر اور قریبا من المنبر ہے اسی کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں پس تمھارا
یہ استدلال خیال خام ہے اور پھر یہ کہنا کہ کیا قرآن مجید نے محاورہ عرب کے خلاف
فرمادیا یہ آپ کی جہالت و لطالت پر دال ہے ذرا یہ تو فرمائیے کہ عبارت مدارک میں
کہاں تصریح ہے کہ ختم موقت سے ابتداء نار وور تھی یا ختم مقام بدر سے قلب بدر وور
ہو یا ظہر ارض سے بطن ارض یعنی قرب و دور ہے پھر یہ دلیل کیا ہوئی وہ ہم کھیل
ہوا۔ قولہ کیا آپ کو اتنا معلوم ہوا کہ یہ نزدیک اور پاس ہونا ایک امر اضافی ہے جسکی
تعیین خصوص مقام و قرآن عالیہ ہوتی ہے آپ تو اپنی معلوم شدہ باتوں کو دیدہ و
دوستہ محمول بتاتے ہیں جان بوجھ کر انجان بتتے ہیں دیکھئے انصاف وغیرہ کی بحث ہم اوپر
بیان کر آئے ہیں آپ پر بھی بدلیل صحیح ثبوت لازم کہ عند المنبر علی الباب سے کیوں ٹھوس
اور فی حدود المسجر سے کیوں مخصوص کوئی نص صریح ملتی ہے۔ تو لے مسجد میں سے کوئی چیز لائی
پر یوں صاحب نے عند کے مجاز میں معنی پیش کر کر اور قرآن مقامیہ کو نظر انداز کر کر کلام فقہان کو
محمل بنانے کے لاکھ جتن کئے مگر ایک یہ چلا اب ایک نئی سوچھی چوڑے صاحب کا مسئلہ
ورہ عنیدہ والی صورت پیش کر کے بتلایا ہو کہ اگر مالک خارج مسجد سے دیکھ رہا ہو جب بھی حد
مرقہ جاری ہوگی لہذا عند متحقق لیکن انھوں نے مسجد صرف چارپانچ گز ہی کی مسجد کو سمجھا ہو
اگر جامع مسجد دہلی لاہور بدایوں سہانپور حیدرآباد وغیرہ میں یہ فتوے جاری کریں تو ذرا عنیدی
حقیقت معلوم ہو پھر خارج میں مالک کو کھڑا کر کر چھپیں بشرطیکہ وہ انسان ہوا و دور میں ہو کہ
متلع عجیب براہ ہو یا نہیں ثانیاً علامہ شامی نے اس مقام پر عند کو معنی مجازی میں مستقل
ٹھہرایا ہو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہو کہ ان کا کیا اعتبار بات یہ ہو کہ جس کو مخالف پایا اس کو
بے اعتبار ٹھہرایا اور اپنے موافقین کو مستند کہ دیا۔ پھر تخصیص اذان حدود مسجد کے ساتھ اس
محاورہ فقہ کے مطابق باقی رہنا دشوا و پھر جو محاورہ ایک مسئلہ میں وارد ہوا اس کا ہر جگہ لزوم

زیادہ دلائل بخانین

چو صاحب کا مسئلہ

ثبوت دربار۔ قولہ کیا امام القافی نے غایتہ البیان میں خاص باب الجہد میں یہ فرمایا
 ذکر اللہ فی السجود فی حدودہ لکراہیۃ الاذان فی داخلہ جمیعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الہی ہے
 مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہو بریلوی صاحب طحطہ
 ہوا سے صولت حق کہتے ہیں کہ دو ورق کے بعد ہی رنگ بدل گیا ذرا تو یاد رکھا ہوتا کہ
 اس سے پہلے خاص اسی اذان کا لفظ لکھا ہے ہیں ایک رسالہ میں تو نبھایا ہوتا تھا کیا کرو
 صولت حق اسی کا نام ہے۔ قولہ ہم نے لکھا تھا کہ زمانہ فقہائے اب اس زمانہ موجود تک
 وہی توارث و تعامل ہے اس پر محقق صاحب فرماتے ہیں یعنی وہی جو زمانہ فقہاء کرام میں
 تھا یعنی اس اذان کا بین بدیدہ ہونا تو ہمارے سر رکھوں پر ہم تو خود دیکھتے ہیں کہ یہ اذان
 بین بدیدہ ہی متوارث و معمول علماء حقیر رہی ہے اور واقعی کبھی کسی تاریخ سے ثابت نہیں
 ہوتا کہ یہ امر متوارث و خلل پذیر ہوا ہو اگر فی الواقع آپ نے ہماری عبارت مذکورہ کو تسلیم
 کر لیا ہے تو محبت قاضی الہدیہ آپ پر قائم ہو چکی ہو کہ ہم نے ابتداءً زمانہ فقہائے اب
 انتہا زمانہ فقہائے اب اور انتہا زمانہ موجودہ تک قائم کی ہے اور وسط کا حال آپ خوف
 لکھ رہے ہیں کہ کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ امر متوارث و خلل پذیر ہوا ہو اب
 دیکھئے زمانہ موجودہ کا تعامل کہ عامۃ بلاد اسلامیہ میں بدایتہ داخل مسجد سے مصرعہ تو آپ
 اپنے دام میں صیاد اگیا شرم شرم شرم۔ قولہ کیا فقہاء کرام نے یہ نہیں فرمایا لایون ذن فی
 السجۃ الی ان قال کیا کسی شخص کو محض بے دلیل عموماً شریعہ کی تخصیص کا نتیجہ
 ہے بہت فقہاء کرام نے صاف فرمایا کہ اذان مکان مرتفع پر ہونا چاہئے بہت سے فرمایا کہ
 اس کی اصل میز پر ہونا ہے اس کے بعد بطور تفریع یہ حکم فرمایا کہ مسجد کے اندر مکروہ ہے
 اور اذان ظہر کے میز پر یا مکان مرتفع پر ہونے کا حکم نہیں پس حقیقتہً لایون ذن وغیرہ اذان
 خطبہ سے تعلق ہی نہیں اس کا عموم اپنے محل پر باقی ہے یعنی وہی اذان اپنے مکان
 والی منارہ والی محض اعلام والی جمعیں نہ بین بدیدہ کی شراۃ عند المنبر کی قید چنانچہ اس کی

موجودہ

وقت قاضی

تصریح تفصیل مسائل مطولہ و مفصلہ میں ہر عبارت کے سیاق و سباق پر نظر نہ کرنا اور غرض فقہیہ کو
 نظر انداز کر دینا پس کلام ہر جہاں ہو گا جانا ہر فتویٰ ایسی شکل کام ہوا تو یہ ٹھہر گیا ہو کہ کوئی فقہ کی
 مقام کا دیکھ لیا وہ حجت قطعیہ ہے کیا تو خطبہ کا اس پر قیاس کرنا صاف موند تھا کہ اذان جمعہ ہی مراد ہے
 کیا خطبہ کا کسی اور اذان پر قیاس کرنا کوئی جرم ہے اور اذانیں ذکر اللہ فی السجہ نہیں بلکہ قبول الکرانۃ الاذان
 فی دہلہ صاف بتا رہا ہو کہ اذان پنجگاہ مراد ہے اور اس کے قرآن ہی ہیں جس پہلے نہ کوڑ ہوئے۔ آپ تو بلا فرقہ
 صرف خیال ختام پر لفظ اذان سے جو مطلق ہے اذان جمعہ خاص مراد لیں اور ہم باوجود قرآن حلبہ و
 تصریحات ائمہ اذان پنجگاہ مراد نہ لے سکیں بریلوی صاحب ایسا مضمون ناموزوں ایجاد ہی ہوں
 کیا کہ اخروہ سے مطلب کتاب گزرنے کی ضرورت پڑی فتح القدیر اور غایتہ البیان کی عبارت سے
 کیوں لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا اور جب تسلیم کیا تو صرف غایتہ البیان کا نام لکھا اور فتح القدیر کو اٹا گئے
 گویا اس کی عبارت میں آپ نے چالاک کی نہیں کی حالانکہ اہلسنن بھی اپنے غلط بیانی کی ہر اور صوت
 حق دیکھئے کہ لفظ تصریح کی جگہ اب لفظ موبہ بہت حال ہوئے لگا۔ قولہ اب وہ اذان ہی نہ رہی۔
 جناب کی خوش فہمی ہر دور نہ فتویٰ بدایوں میں تو صرف یہ بتلایا گیا ہو کہ لفظ اذان کے اطلاق سے
 خروج لازم نہیں دیکھو اقامت کو بھی اذان کہتے ہیں حالانکہ وہاں بالاتفاق خروج نہیں۔ یونہی
 اذان خطبہ بھی اس حکم میں مثل اقامت کی ہے ہم نے اس خیال سے لفظ اس حکم کا دخل کر رفع غل غل
 کر دیا تھا یعنی اذان خطبہ اگرچہ حقیقتہ اذان ہو لیکن چونکہ حکم خروج اس سے متعلق نہیں لہذا وہ اذان
 حقیقی اور اذان مجازی یعنی اقامت یکساں ہے اور صرف اطلاق لفظ سے حکم نہ کوڑ کا ثابت کہنا غلط
 ہو مگر جان بوجھ کر یا انجان جبکہ ہمارا مطلب نہ سمجھے اور یہ فرمانے لگے کہ اب وہ اذان ہی نہ رہی۔
 مفتی صاحب نے یہاں تعلیقا کا اقترا کر کے جو چٹائی چٹنی ہو وہ بھی قابل مدح و اہل تو لکھا کہ اگر کوئی
 شخص نماز مغرب کو نماز تعلیقا لکھ کر ہمیں رنج نہ کرے کہ بنائے کی تاثر پر بھی اطلاق حلوہ آتا ہے حالانکہ یہ
 رکوع نہیں اس کے متعلق لکھنے کی ضرورت نہیں کہونکہ شخص فیہم جتنا ہو کہ یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہو سکے
 بعد جو آپ نے راجع کر کے ایک سید عبارت لایینی تحریر کی ہے اس کا مطلب آپ سمجھنا آپ کی تجدید

مسلمانوں پر بطور صاحب فرما تو ہیں اس کے الفاظ میں بھی آنا چاہئے اس عبارت کے دو مطالب ہو سکتے ہیں
 اول یہ کہ اذان ثانی میں لفظ قد قامت الصلوۃ بھی شامل ہونا چاہئے دوسرے تغلیب ہو نیکی کے معنی
 نسبی تو کم از کم ہر بات میں تشابہ اور تشکیک شرط ہو تو قر کا اطلاق شمس پر بطریق تغلیب صحیح نہ ہو گا کیونکہ شمس کو
 برآمد ہوتا ہوا دوسرے دن کو اگر بطور صاحب کے چاند دن کو نکلتے ہوں یا سورج شب کو تو تغلیب یا قرین صحیح ہو گا
 ورنہ مخفی صاحب کے اصول سے کہیں لفظ کا اطلاق تغلیب یا ہو ہی نہیں سکتا۔ قولہ اذان کا بیان یہ ہونا چاہو

حدیث سے ثابت عامہ کتب معتبرہ میں مذکور علماء حنفیہ کا سدفاع مخالف معمول یا ثور ہو اس کا خلاف ایک
 نامعتبر کتاب سے کہ مقبول مخفی صاحب نے اپنا مطلب نکالنے کیلئے پھر ایک فقیہ سے گستاخی کی اچھا
 آپ کی خاطر سے ہم تھوڑی دیر کو تسلیم کئے لیتے ہیں کہ قسمستانی جس مسئلہ میں متقدم ہوں وہ قابل تسلیم نہیں لیکن
 جناب بطور صاحب یہاں تو لفظ ہیں یہی کی تفسیر ہو نہ مسئلہ میں تقدراں کی تفسیر لفظ یہ حال آپ کے زبان سے
 دھڑلے سے اور زور تجرید سے زیادہ معتبر ہو اور کم از کم اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہو کہ ان کے زمانہ میں
 اذان قریب منبر ہوتی تھی آپ کے اس دعوے کی کہ یہ مکمل کا تعامل نہ ہو حقیقت اس سے بھی معلوم ہو رہی
 پھر جب آپ کو زیادتی اور مخالفت کا فرق سمجھ میں نہیں آتا تو تصنیف کی کیا ضرورت تھی۔
 اب کافی ایرادات کے متعلق لکھنے کی ضرورت نہیں مگر بطور تبرک کچھ مختصر وافی مدارات ملاحظہ ہو۔ اولیٰ

صاحب نے تمہید سے ورق میں بات بنائیں جو یہ جملہ ارشاد فرمایا بدایونی دوسرے تحریر نے رسالہ بحث
 الاذان کے بعض مباحث کے متعلق کچھ کلام کیا جناب مخفی صاحب یہ تو فرمائیے کہ ہمارا رسالہ
 کب شائع ہوا اور آپ کا خط مبحث کب چھپا جب ہمارا رسالہ ملک میں شائع ہو چکا تو مبحث کا
 وجود بھی نہ تھا لہذا اس کی تاویل آپ نے حاشیہ میں جو یوں کی کہ یہ وہ مباحث ہیں جو تحریر
 بریلی اور تحریر قرین مستحضر واقع ہوئے تحریر سے یہ تاویل بھی علیل رہی۔ قولہ یہ آپ نے کہا ہے کہ کیا
 کہ جو دلائل اس فتوے میں تھے اب بھی انھیں کا اعادہ کیا جاتا ہو کوئی جدید دلیل نہیں براہ اس فتوے

اور انکی تحقیقات رسائل جن میں فیصلہ وغیرہ ملاحظہ کیجئے کس قدر دلائل افادات عاجز و جدیدہ
 کی کثرت ہو مخفی صاحب ہم نے سب کتابیں بغور و کتبہ لیں شاید اپنے صرف ان کے نام ہی سن لئے

مبحث صاحب کی تاویل

دیکھنی نوبت نہ کی بادی دیکھے تو سرسری نظر سے بغیر تامل کے اب ذرا غائر نظر سے ملاحظہ کر کر بتائیے کہ وہ دو
 دلیلوں حدیث علی الباب اور لایون فی المسجد کے سوا تیسری دلیل بھی کوئی نظر آتی ہو تقریر کو تو بہت
 گنجائش ہو جتنی چاہئے طویل کیجیے غرافت و تفسیر کے مزہ لیجئے بات کا تکرار نہ بنانا کون کونسا کلام ہو۔ قولہ صفت پر
 عمل کرنا بیکہ عناد انہو کہ وہ ہو مگر اشاعت بدعت باطلہ پر سب ملے گا یا وصفت قدرت سکوت حرا قلمی ہی ہو
 اگر علما ہندوستان آپ حضرات کی طرح سکونت متواتر نہ کارو جانتے انہما را بخار قرض قضا کر نہ تو تو ہی ہوں کہ انہوں نے اس مسئلہ
 کو ہی سمجھا یا انہوں نے کم متروک رہے انکار نہ کر سکے آپ جب اس سنت متواترہ کو بدعت باطلہ کہتے ہیں لے علما ہندوستان
 اس پر کس طرح سکوت کیا اپنا اپنا شہر و زمین لوگوں کو اس کے کیون روکا اپنی اپنی مساجد میں اپنی بدعت کو کس لئے
 موقوف نہ کیا۔ انہوں نے مولوی صاحب بریلوی کی تحقیق کو دیکھ کر ہرگز حق نہ سمجھا اگر حق سمجھتے تو بدعت کی
 اثبات میں ضرور سی فرماتے رہی یہ بات کہ اس تجدید کو سنت متواترہ کارو جانتے تھے تو انکار ظاہر کیوں کیا
 ایسے متعلق ہندو کا فی ہر کہ وہ براہمن کا انکار کرتے رہے بلکہ دریافت کر نیوالوں کو بھی بتاتے تھے کہ کچھ
 اندر اذان طلبہ ہونا چاہئے سوال تحریری پیش ہوا جواب تحریری کی ضرورت نہ سمجھی گئی اور نیز تجدید یہ جدید کار
 قلم میں چھلٹا ہوا نہ دیکھا زیادہ شہار تہرید کی ضرورت نہ سمجھی لائل تجدید کو ضعیف و اہمہ جانی تو ہی نہ تھا کیا کبھی
 آپ کو موقع مل گیا کہ لوگوں نے تقدیم کر لیا اور تارک فرض اور ساکت عن الیقین قرار دینے لگے۔ قولہ خود کا بار بار یہ شہر دیکھ
 قوی کیا ثبوت دیجئے صاحب تجدید یہ دیا اور ان کا برکے حالات سے جو شخص واقف ہو وہ جانتا ہو کہ ان کے سامنے
 و مباحثہ جدیدہ ان سے مخفی نہیں ہے مینوں کے زیادہ وہ خود ان کے یہاں مافی الزم و زور ہو حالانکہ شہانہ روزی اور
 مسائل و فتاویٰ کو وقت تو ایک فرقی مسئلہ سمجھا کہ جو وہ مذکورہ بالا ہے تو بھی فرامی تو کیا انہیں جواب۔ قولہ حضرت تہذیب
 عبد العزیز الہی مثالیہ شیش کرنا لازم ہیں کہ حضرت صاحب کرام سے لیکر تابعین و من بعدہم تک سب کے خلاف
 سنت عمل کیا اور کچھ سوا حضرت موصوف کے اہل طائف توہ کی جڑ تو اچھا عانتا بہت ہو سکتا ہے اگر کیا قیاس
 سے انکار ہی ہو قولہ کا برت جس امر کا احیا ہو یا یا وہ صرف اس وقت نہیں کہ وہ اسے سنت نہ جانتے تھے یا امتداد اللہ علیہ
 تھے یا وجوہ علم صاف اللہ تہذیب نفراتے بلکہ اسکے لئے اور بھی وجوہ ہیں انہی کتاب کے چوکہ کیا حال کبھی
 فرقی مسئلہ میں کہ متاخر عالم پر حق ظاہر ہو یا جو کلام پر ظاہر ہوا ہو پھر اب معاذ اللہ پڑھنا کیا معنی بھی فرمادے

اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا یہ قول کہ حضرت تہذیب

مسئلہ اذان میں کونسی وجہ میں بھی کہ صد بار سن تک جائے اولیا و علما محدثین فقہا عامہ بلا میں ہر بار سب سے تحقیقین
 اس بخت کے حامل رہے اور آپ کے خیال میں سنت کا احیاء فرمایا اس کا بار شہوت آپ کے ذمہ ہے۔ قولہ جو چیز معروفت
 ہو جاتی ہو اس کے خلاف کہیں کچھ بوجہ نہیں ہو تو اسی مسئلہ اذان کو دیکھو تو ایسی حالتیں عالم کا فتنہ سے خوف کرنا کہ الفتنہ اشدین
 القتل کچھ مستحضر نہیں بلکہ صاحب بخاری و الفتنہ اشدین القتل پر خوب عمل کر رہے ہیں اہلسنت میں اشتراق اور قوت بھی
 میں صحت بلکہ جنگ ہر ایک ذہن پر دیار و اصرار میں اس کے خلاف میں اسلئے مسائل و فتاویٰ شائع ہوئے جو مسئلہ اذان کو اس
 امر کی مثال میں پیش کرنے میں چھڑکیوں اسکی ابتداء کی اور اکابر کے طریقہ عمل کیا الفتنہ اشدین القتل کی وجہ سے جتنا یہ کیا
 قولہ رہا اپنا وطن اور وہ چھڑکی وہ خود تو لی تھے لہذا ان کے اہل وطن نے حضرت میا صاحب قبلہ احمد نوری قدس سرہ کے ساتھ
 بہت برا سلوک کیا ان کے ساتھ مقدمہ بازی وغیرہ سے پیش آئے لیکن تسلیم نہیں ہو سکا کہ تہا بھی انہوں نے اپنی سب سے جھگڑا
 منوالی تھے نظام نے کر کے گستاخی معاف آپ کا تواتر انہوں نے کہ طریقہ وجہ قدیمہ کو مستحضر کر دیں باتیں بنائے سے کیا ہوتا ہے جو ثابت ہوتا
 ضروری ہے کہ انھیں نے اس مسئلہ کو مستحضر کیا جو انکی حیات میں بریلی پیش آئے ہوتا اور ماہرہ میں اہل علم کے پانچ چنانچہ بیان
 کیا جاتا ہے اس وقت بہت آدمی ایسے موجود ہیں جنہوں نے حضرت ممدوح کو غلام جبر کو امامت جمیعہ کرانے اور اپنے سر پر ہوں کہ اپنے
 ساتھ اذان و جل مسجد کہتے دیکھا ہے تو یہ پوچھنے لگے بھی انہوں کی طرف ایسی نسبت تقیہ نامرضیہ کی ہوگی جیسی آپ انہوں کا برکات کی طرف
 کر رہے ہیں۔ قولہ منطلق عبارت جامع الزمور ما بالبحث نہ ہو نہیں آپ الزام تحریف سے کہیں کچھ مناظر یہ عبارت جامع الزمور کا بیان ہو پر
 ہوگا کہ منطلق عبارت میں ہی ایسی فقرہ کی گئی ہے کہ گویا یہ کفار کا تھلگ کیا اور جامعہ وقار کو اور پھر جامع الزمور میں یہ ہے
 بھی ہی تو یہاں ہی ہے۔ قولہ قرآن مجید عبارت ترتیب اقوال الحمد میں جو میں یہ نفس معنی مجازات پر بتایا گیا کیا وہاں مجازات منطلق اہل جامعہ
 ارشاد قرآن میں بھی آپ کو بے دلیل ادعا و مجاز کا اختیار ہو اذلی انکی امی میں کام آیا کو اتنی سچے کہاں کہ منکر نفس محاذات کیلئے اس کا اس شخصوں سے
 کیلئے پھر یہ تعبیر مستتر نہیں محاذات معنی مجازی نہیں ہر حال میں ہی کی کیا ضرورت عبارت تفسیر اراک غیرہ دیکھئے ارشادات قرآنیہ میں منقول ادعا
 بنا کر کہنا ہے۔ قولہ روح الامتہ تفسیر فی ظلم و ظلم کی ہو تو کیا کتب لغت کی قطع میں ان مجازات کو ہوتی حقیقت اور مجاز لغوی معنی کی تفسیر دیکھو
 اور ہمارے ہاں کیا کتب لغت میں مجازات کا بیان نہیں ہوتا۔ قولہ جہنم کا کلام میں اس میں بھی کی گئی ہے مجاز کر دی تاکہ وہ اس سے کیا ہوتا رہا
 ہر حال میں فخر قدوسی پر ہے انکی مذاکہ ان میں ہی اور نہ وہ میرے میں طاعت مجازات اچھا عام اور نہ میں رضی فیہ و نہ میں اس پر حلال و نہ میں کنا
 جو خود مخالف ہوں سخاوت اور محبت مزاں میں قلمطبع لاجول ولا فوۃ الا بالہ۔

حضرت میا صاحب قبلہ احمد نوری قدس سرہ کے ساتھ
 میں شریک ہوتا ہے اور اذان کو سننے میں اپنے ہاتھ سے دیکھا کرتے ہیں

تصحیح اغلاط

صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ
صریح	صریح	۱۱	۱۳	متوکل	متوکل	۱	۱
صریح	صریح	۱۳	"	بریلوی	یریلوی	۱۱	۲
ثانیا	شانیا	۱۵	"	جلپوری	جلپوری	۱۳	۳
تدلیس	تدلس	۱۶	"	اس	س	۱۶	"
دیکھی	دیکھنی	۱۹	"	تلنگنہ	تلنگنہ	۱۶	۴
فی المسجد	مسجد	۶	۱۲	غلط بات	غلط بات	۶	۵
قرب	قرب	۹	"	رکاتوں	رکاتوں	۶	۶
بات سکے	بات سکے	۸	۱۶	ہونے اجاب	ہونے اجاب	۱۸	۷
رہے ہیں	رہے	۱۳	۱۶	الانہر	الانہر	۱۶	۸
متانی	متانی	۱۶	۱۶	اتقانی	اتقانی	۲	۱۱
ہیں	ہیں	۳	۱۸	x	جب	۶	۱۱
مخصوص	مخصوص	۱۰	"	الجلالی	الجلالی	"	"
ایک	ایک	۱۲	"	المصنف	المصنف	۹	"
دیکھتے	دیکھتے	۱۶	"	الہادی	الہادی	"	"
استناد	استناد	۱۹	"	اگرچہ	اگرچہ	۱۵	"
ارادہ	ارادہ	۱۰	۱۹	بات	بات	۱۹	۱۳
فت	فت	۱۲	"	فی	فی	۱۰	۱۳

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
آواز کا حکم	آواز	۱۱	۲۶	دیا	لیا	۱۲	۱۹
الغدا	الغداہ	۱۲	"	صحت	صحت	۱۳	"
قلیب	قلب	۵	۲۷	گئی	گئی	۱۴	"
چرائی	چرائی	۱۱	"	حب	حب	۶	۲۰
یراہ	براہ	۱۸	"	بینا	بینا	۸	"
فقہیہ	فقہہ	۲۱	"	جنہیں	جنہیں	۱۶	"
کے	کا	"	"	مجدوماتہ	مجدوماتہ	۳	۲۲
ابتدا زمانہ تھا	ابتدا زمانہ تھا	۱۲	"	یغوتہ	یغوتہ	۱۰	"
انتہا زمانہ تھا	انتہا زمانہ تھا	"	"	ولک	ولک	۱۲	"
عینیت	عینیت	۲	۳۰	میرین	میرین	۱۳	"
زیادتی	زیادتی	۱۲	"	یجب	یجب	۲۱	"
کی	لی	۲	۳۱	عن ابی حنیفہ	عن ابی حنیفہ	۸	۲۳
واہشہ	واہشہ	۱۲	۳۱	مکانی	مکانی	۱۰	"
سناؤ لٹا	سناؤ لٹا	۱۹	"	و	و	۵	۲۴
جاہل	جاہل	۱۹	"	الجاہل	الجاہل	۳	۲۵
محال	محال	۲۰	"	ہم	ہم	۱۳	"
اذان اجل	اذان اجل	۱۲	۳۲	اور گئی	اور گئی	۱۹	"
جوائمہ	جوائمہ	۱۸	"	زبان	زبان	۲۷	۲۶
حدائہ	مذائہ	۲۰	"	الضحفا	الضحفا	۶	۲۷

مشوراً باللہ تعالیٰ

الایضاح الاصلاح مستطعت کو فی با اللہ توکلت الی انیب

حضرات ہدایون نے باوجود منافقت و وعدہ عدم اشاعت مدرسہ شمس العلوم کے کسی طالب علم کے نام سے ایک اہتمام آئینہ اسے خواب و خیال نام شائع کیا۔ آمین
حضرات اکابر مارہرہ پر نار و ابیجا الزامات لگائے۔ جسے لوگوں میں ان کی نسبت
بظنی پیدا ہوئی۔ طعن کا موقع ہاتھ آیا۔ ان الزامات کے رفع اور حق کے احقاق
میں یہ رسالہ جبکہ تاریخی نام مشعرن آغاز و انجام

بحث الاذان

۳۳۳

ستہ۔ حسین نہایت تہذیب و متانت سے وہ الزامات رفع کیے گئے۔ اور مسئلہ اذان ثانی جمہور
ہدایون پہلی تحریر جس پر بنا کر کے وہ الزامات قائم کیے گئے اسکی حالت واقعی نہایت
سنجیدگی سے دکھائی گئی۔ جس نکتہ سنی بنام تاریخی مشعرن آغاز و انجام

شانی جواب پر کافی ایرادات

۳۳۳

جمہور ہدایون دوسری تحریر نے بعض مباحث سالہ بحث الاذان سے متعلق جو کچھ کلام کیا اس سے بات اسیر
ایرادات ابن ہرود و مولفہ فقیر حمید میان قادری براتی عفی عنہ بن حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت سنی عن
اللقاب حضرت سیدنا و مولانا سید شاہ محمد مل حسن صاحب قادری برکاتی دہت برکاتہم تعلیمہ
سجادہ علیہ برکاتہما احمدیہ مارہرہ۔

محمد بن یونس بن یونس لکھنؤ محلہ لاٹ کلن میں باہتمام حمید حسین کے طبع ہو کر

خانقاہ پیر کا تیسرا ماہرہ ضلع طیبہ سے شائع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
والآلہ وصحابہ وروی الفضل العظیم

فرعی فقہی مسائل میں اختلاف اہل حق میں آج سے نہیں بلکہ زمانہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے برابر پھلا آتا ہے۔ اختلاف بھی ہوئے مناظرے بھی ہوئے بحثیں بھی ہوئیں۔ مگر جب تک روش صلاح رہی یہ ہوتا تھا کہ ایک بھائی دوسرے سے میگا نہ بولتے اس سے عداوت نہ لگے۔ لٹکو مغلوب بنانے کے لیے ناکردنی امور کرے۔ اس کے اور اپنے دونوں کے دشمنوں سے مدد چاہے۔ پھر جو میں نہیں آتا کہ آخر مسئلہ اذان ثانی جمعہ کوئی نرالا فرعی مسئلہ نہیں جس میں اختلاف حلال و منافیہ ہوگا۔ بحث سن پر وری سے بدل جائے۔ اذان ثانی میں سنت کریمہ تو یہی تھی کہ دوسری اذانوں کی طرح یہ بھی خارج مسجد ہو۔ مگر اللہ اعلم کہ جس سے حال کے لوگوں میں اس کے خلاف رواج پڑ گیا۔ اس سنت کا حیا داس لائیں۔ اللہ عز و جل نے حضرت فاضل بریلوی کے ہاتھ پر مقدم کر کیا تھا جو ان سے بفضلہ تعالیٰ ہوا اور ہو رہا ہے۔ اگرچہ ترک مالوفات عوام الناس کو گران ہوا کرتا ہے مگر اہلسنت خصوصاً ائمہ کے وہ جو عالم مولوی ہیں ایسے یہ امید رکھتے ہیں کہ شیعہ مطر کے روشن واضح ثبوت دیکھ کر پھر بھی بدلیل محض زور زبان سے وہ کہیں گے جو رامپوری فتووں میں کہا گیا اور شائع کیا۔ یہاں تک کہ رامپوری دوسرے قوس میں اس درجہ ناچاقی کا جو سن بڑھا کہ صاف لکھ دیا۔ اتفاقاً

کے عوض اتفاقاً پیدا ہوا اہلسنت کے جلسوں میں جو شرکت ملاقات اتحاد احقاق حق کی بابتیں ہوا کرتی تھیں سب برباد ہو گئی۔ اللہ اللہ ایک فقہی فرعی مسئلہ میں شیعہ مطر کی روشن دلیلوں کے ساتھ صرف اس جرم میں کہ اتحاد حکم شرع میں آپ کی ملاقات کا خلاف ظاہر کیا گیا اور تو اور معاذ اللہ احقاق حق کو بھی استغفار دیدیا گیا۔ انصاف یہ کہ ان انصاف ہے۔ اس مسئلہ میں تو غایت خلاف کراہت و سنت ہے۔ خود ہائے ائمہ خفیہ میں تو اس سے بھی بڑھ کر فرض و واجب میں خلاف ہو چکے ہیں۔ امام ابو یوسف نے تعدیل ارکان کو فرض کہا۔ طرفین جہاں اللہ تعالیٰ نے واجب۔ بلکہ ایک روایت میں سنت۔ کما فی الدار المختارہ و الدار المختارہ۔ باوجود اسکے کہ امام ابو یوسف نے طرفین سے ملنا ترک کیا نہ اتحاد کو اعتقاد یا احقاق حق کو۔ پھر آپ کو خفی ہو گیا کہ حق فقہی مسئلہ نہیں جس کا غایت خلاف صرف کراہت و سنت ہے کیونکہ اپنے ائمہ کے خلاف کرتے بن آیا۔ ہم اہلسنت نے اس سے بہت رنج و افسوس کیا تھا کہ بیکار گردش مقدم سے اس سے بھی زائد افسوس کرنے کا موقع آ گیا۔ اور وہ حضرات بدایوں کا خلاف فرمانا تھا۔ جہیں سخت افسوس کی بات وہی رنگ رامپور پر بحث مسئلہ قطع نظر ہو

صورت جدال و نزاع ذاتیات پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں حضرت فاضل بریلوی کا مطبوعہ فتویٰ اولیٰ
 میں آیا اور وہی سے ہمارے یہاں بفضلہ تعالیٰ سید برکاتی احمدی میں اُسی پر علحدہ ہوا ہے۔ حضرات علماء
 بدایون کا کوئی خلاف تحریری یا تقریری اُس فتوے سے ہمارے گوش زد نہوا تھا اور ہم اپنے علم کے مطابق
 اچھی طرح سے اُس فتوے کو دیکھ بھال چکے تھے اور بعض مخالفین نے جو مخالفت کی، سکا بے اثر ہوا بھی ہم
 ظاہر ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ حضرت ناننا صاحب قبلہ و کعبہ کے عرس شریف میں
 حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب اور حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب مع اپنے متوسلین اہل
 خاندان کے عرس شریف میں اپنے پیران طریقت کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ حضرت بدایون میں سے مولوی
 محب احمد صاحب نے اس مسئلہ کو پہلے خود اس فقیر رقم الحروف اور بعد ازاں حضرت والد ماجد قبلہ و کعبہ حضرت
 سیدنا شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قبلہ و جناب عم کرم سید حامد حسن صاحب سے چھیڑا اور اُنہی اس تحریک میں
 پھر خود حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قبلہ اور بعض دیگر اہالی بدایون نے بھی شرکت کی۔ اور حضرت
 مولانا صاحب کے مواجہہ میں حضرت والد ماجد قبلہ و جناب عم کرم اور لچہ اہالی بدایون ہر جہاں حضرت و لنا
 گفتگو شروع ہوئی۔ جس میں کچھ گفتگو بعد کو قیصر سے بھی آئی جو نگہ بادی اس گفتگو کے مولوی محب احمد صاحب
 اندادہ ہی زائد تقریر کرتے تھے اور نہ معلوم کیا وجہ تھی کہ بجائے مسئلہ علمی کو سمجھنے کے اُنکی تقریر کا حاصل
 زیادہ تر بالائی باتوں سے الزام دینا تھا جس سے اُنکی تقریر شتمال پذیر ہو گئی اور آخر کار فرضی الزامات پر
 محقق تصور جبقتہ زائد سمجھانے کی کوشش کی گئی۔ سید قدر شتمال زائد بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ خود حضرت
 مولانا صاحب کی طبیعت بھی کچھ کمدرسی معلوم ہونے لگی۔ تو حضرت والد ماجد نے اس امر پر زور دیا کہ حضرات
 مدوہی بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ آپ بالمشائہ اپنے استدالات پیش کر کے تصفیہ فرمائیے کہ یہ شتمال جو فتوے
 آپ حضرات کی مطابقت میں معلوم ہو رہا ہے زیادتی نہ اختیار کرے مسئلہ شرعی ہے۔ شتمال سے کام نہیں چلے گا
 اس پر کسی طرح سے رضامندی نہ ہوئی اور عذرات ناقابل قبول بیان کیے جانے لگے۔ یہاں تک کہ دوسرے یہ
 عرض کیا گیا کہ اگر آپ خود نہیں گفتگو فرماتے ہیں تو سہولیت و آسانی سے ہمیں ہی اپنے استدالات سمجھا دیجیے
 ہم جا کر مولوی احمد رضا خان صاحب پر اُنھیں پیش کر دینگے اور اُن سے اسکا جواب لینگے وہ جیسا کہ آپ بیان
 کرتے ہیں اگر برا بھلا کہیں گے تو ہمیں۔ اور آپ کے بقول اگر وہ اپنے خلاف کسی بات کو نہ بھی قبول کرینگے تو
 کم سے کم اُنکے یہ دلیل نہ قبول کرنے سے ہم پر تو یہ ظاہر ہو جائے گا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب غلطی پر ہیں
 باوجود ہمارے اصرار کے حضرات بدایون کو اس پر بھی آمادگی نہ ہوئی۔ اور بالائی باتوں میں ہی بہت کچھ طول ہو کر
 مجلس ختم ہو گئی عرس شریف ختم ہونے پر سب حضرات اپنے اپنے وطن تشریف لینگے۔ اور اسکے کچھ سی دنوں بعد
 بدایون سے ایک مطبوعہ تقریر اس بارہ میں آئی۔ جو مولوی محمد ابراہیم صاحب بدایونی کی طرف سے تھی جسکی
 اشاعت کا شبہ اصرار صاحبزادگان لکھا ہے۔ یہ معلوم کہ صاحبزادگان سے حضرت مجیب کے مناجزادگان کو

مر لیا۔ اگر جیسا کہ ظاہر و متبادر ہے ہمیں کو مراد اولیٰ تو اہل انصاف انصاف کر سکتے ہیں کہ ہم نے کس بات کے لیے اصرار کیا تھا اور اُسکو کس حد تک روکیا گیا۔ حالانکہ وہ بعونہ تعالیٰ انتشار افتداعلیٰ الکریم بہت مفید تھا۔ سبحان اللہ۔ صاحبزادگان نے تو یہ کہا تھا کہ آپ بالموافقہ گفتگو کر لیں۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ اگر آپ کسی خیالی وجہ کے بنا پر خود گفتگو نہیں کرنا چاہتے تو ہمیں اپنا مسلک اُسکے دلائل بتائیں ہم جا کر بھی انتشار افتداعلیٰ گفتگو کیلئے ہیں۔ جو ارشاد صاحبزادگان تھا وہ تو باوجود اصرار قطعاً روکیا گیا۔ اب اُنکے ارشاد کا نام نہ معلوم کیوں لیا جاتا ہے اور اگر صاحبزادگان سے مراد ہم نہیں تو یہ امر دریافت طلب ہے کہ مارہرو میں وہ کون سے ایسے صاحبزادگان آپ کے پیدا ہو گئے جنکے ارشاد کی تعمیل آپ نے کی اور وہ بھی اپنے پاس سے مصائب طبع و اشاعت برداشت کر کے۔ اور ہم اگرچہ کیسے ہی نالایق جاہل سہی مگر بفضلہ تعالیٰ سنی حنفی آپ کے پیرانہ طریقت کی اولاد بفضلہ تعالیٰ ضرور ہیں ہماری عرض کی اتنی بھی دقت نہ تھی کہ بے اپنے پاس سے کچھ صرف کیے ہمارے کئے کی تعمیل کر دی جاتی۔ جب کہ سب مؤنت و مشقت بھی ہم اپنے سرے رہے تھے پھر آخر وہ کونسی وجہ تھی جس نے آپ کو ہمارے کئے کی تعمیل سے باز رکھا بلکہ صاحبزادگان تو صاحبزادگان مارہرو کی دوسرے رہنے والوں کا بھی آپ کو استفادہ پاس ہوا کہ اُنکے اصرار کی بھی آپ نے تعمیل کی۔ مگر ہم نے یہی کچھ ایسا تصور کیا تھا کہ باوجود سخت اصرار کے ہمارے کئے کی تعمیل آپ نے نہ کرنا تھی نہ کی۔ خیر یہ بھی سہی تصور ہی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا جاسے کہ ہمارے اصرار کے رد کے لیے آپ کے پاس وجہ معقولہ تھیں۔ یا نہیں بھی تھیں مگر ہاں شاکست اعمال نے ہم کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ خود ہمارے متوسلین ہمارے باپ والے کے خادم ہماری ایک بعونہ تعالیٰ مفید عرض کو بھی نہ مانیں اور دوسروں کا اسقدر پاس نہ لحاظ کریں۔ انہی کا موازنہ اپنے بزرگوں کی حالت سے کرتے ہوئے ہمیں اس بات کا بھی افسوس نہیں کہ کیوں ہماری مفید تجویز ہمارے متوسلین نے رد کی۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ایک وہ جگہ جو دارالعلم و فعل ملتان سے ہو جس سے متعدد لوگ عالم و فاضل ہو کر نکل گئے ہوں وہاں سے فتویٰ اور قصور معاف اُسکی یہ حالت ہو اس ہالیونی جواب کی ہے۔ میں رسائل بریلی اسی رجب المرجب ۱۳۷۷ھ میں حضرت اُستاذی معظمی عبدالمقتدر صاحب قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر کر چکا تھا وہ رسائل جناب مجیب نے نوکھے ہوں گے جنہیں اس مسئلہ میں اہل حق کے دلائل واضح کیے جا چکے تھے اور اگر خدا انصاف دیتا تو فتوای ہالیونین میں دلائل سے استناد کیا انکی حالت کھول کر دکھا دی جتی کہ آپ کی مستند نہیں ہو سکتی ہیں کیا جناب مجیب نے ان رسائل کو نہ دیکھا۔ اسکے سوا اور کیا کہوں کہ دیکھ کر بھی مرد ووات پیش کرنا سخت مکابرت ہے جس کی اہست سے توقع نہیں۔

۱۔ بعض حضرات:- جزاؤگان سلم آتش توفی دو گراہ لیاں مارہرو مقدس نے مسلک علماء ہالیون کا دیانت کیا اُنکے ہمارے مطابق مسلک علماء مارہرو مذکور دیکھا جاتا ہے ۱۱ امید تحریر اول ہالیون۔

بدایونی تحریر رجب المرجب ۱۳۳۷ھ کے جی شریف کے بعد شائع ہوئی۔ اور شعبان میں بیان آئی۔
لفظ صاحبزادگان سے چونکہ بظاہر ہمیں لوگ متبادر ہوتے ہیں اسلئے فقیر نے اسی زمانہ میں ایک خط جناب
حبیب کو لکھا۔ میں یہ امر انکو دکھا دیا گیا کہ ہم نے کس چیز کا اصرار کیا تھا اور اسکو آپ کس حد تک مانا
پھر خواہ مخواہ جاریا نام اس تحریر کی اشاعت میں کیوں لیا جاتا ہے اس سے زائد کچھ اس تحریر بدایون کا
بے اثر ہونا ظاہر نہ کیا تھا یہ سمجھ کر کہ اسطرت کے رسائل دیے ہی جا چکے ہیں جناب حبیب کے اگر انھیں اسوقت
نہ دیکھا تھا تو اب دیکھیں گے اور ان میں مسئلہ واضح کر دیا جا چکا ہے تحقیق حق بوجہ تعالیٰ ہو جاوے گی اسی
حالت میں مجھے تحریر بدایون کی مفصل حالت خود دکھانا مناسب نہ معلوم ہوئی کہ اس طرت کے حبیب
نہ سہی مگر مصححین میں حضرت استاذی مکرری مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب قلیہ بھی ہیں جنکو حق
استاذی کے علاوہ میں اپنے نزدیک دینی معظم و مکرم بزرگ سمجھتا ہوں شاید کہ انکو کچھ مجھ سے ناراضی ہو
دوسرے مکرری مولوی محمد عبدالقادر صاحب بھی مصححین میں ہیں جسے فقیر کو ایک خالص قلبی دینی محبت ہے
ایسی حالت میں اس صورت میں جبکہ اخفاء حق بھی ہوتا ہو اور جتنا میں حق ظاہر کرتا ہوں اس سے زائد
انھار حق کے رسائل خود انکے پاس پہنچ چکے تھے مجھے بدایونی تحریر کی حالت خود نہ دکھانا ہی مناسب معلوم
ہوئی۔ مگر اب رجب المرجب ۱۳۳۷ھ میں ایک صاحب عبدالواحد مولوی فاضل کا ایک اشتہار دستی لکھا ہوا
شائع ہوا۔ مولوی حامد رضا خان صاحب کا اشتہار مطبوعہ رد تحریر بدایون واگر وہ (جسکی نسبت معلوم ہوا)
مکتوبہ بھی بدایون ہی کی ہے شائع ہوا تھا یہ دستی اشتہار گویا اسکے جواب میں یہاں بطور جواب الجواب
شائع کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس دستی اشتہار کی جیسی کچھ حالت ہے دیکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ نام جواب
نزدیک حرف نہیں۔ ہاں نزاع ذاتیات و حشو و ہمال تناقض و تواف و غیرہ کی بھرتی ہے۔ شاید یہ صاحب
انھیں باتوں کے مولوی فاضل ہوں۔ غیر۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ اس میں ان صاحب اپنی تیزی
کلام سے ہمیر بھی ایک نابجا نرغخت چوٹ کی ہے فاضل صاحب کی جولانی قلم یہ ہے۔ سرکار کے زمانہ عرس
شریف کا تذکرہ اس تحریر کے لیے جس واسطے کیا گیا وہ سمجھنے والے سمجھ گئے۔ ان اکابر عظام کو جو آپ کی حقیر
کی تحریر سے مطابق تحقیق اہل حق علیحدہ ہو گئے اور غلطی سے بچ گئے پھر باقریب چکر افات میں پھانسا مشغول
ہے۔ یہ تحریر فاضل صاحب کی مولوی غلام شبیر صاحب بدایونی حضرت والدہ ماجدہ قلیہ و کنبہ کی خدمت میں
سے کر حاضر بھی ہوئے تھے اور حضرت والدہ ماجدہ قلیہ نے ان سے جسٹہ جسٹہ اسکا بیکار ہونا بیان کر کے
خاص اس عبارت کی نسبت یہ فرما بھی دیا تھا کہ آپ اسکو نکلوا ڈالیں۔ اس میں ہمارے اوپر بھی چوٹ ہو۔
بلکہ اس تحریر کو ابھی شائع ہی نہ کر دیں جس پر انھوں نے عدم اشاعت کے وعدے کے ساتھ یہ بھی وعدہ کیا
کہ خود حضرت مولانا دام بالمجد والکرم بالمشافہ مولانا احمد رضا خان صاحب سے گفتگو کر کے اس مسئلہ کو
طے کر لیں گے۔ مگر غالباً فاضل صاحب نے مولوی غلام شبیر صاحب کے کہنے کو نہ مانا اور یہ تحریر شائع ہی

کردی۔ فاضل صاحب کی اس تحریر سے صاف صریح یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جو اکابر عظام و مودودی احمد رضا خان صاحب کی تجدیدی تحریر سے مطابق تحقیق اہل حق علیحدہ ہو گئے اور غلطی سے بچ گئے انکو یہ فریب و چکر میں پھانسا مقصود ہے گویا وہ لوگ جو اس تحقیق فاضلہ کے خلاف عامل بن فریب و چکر میں پھنسے ہوئے ہیں تو ہم لوگ معاذ اللہ فریب و چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ فاضل صاحب کا اپنے پیر زادوں کے نسبت یہ خیالی جہان تک بھی محبوب ہو میں اسکو کتنا نہیں چاہتا۔ مگر ان اہل علم کو صرف اس قدر ضرور دکھانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ نہ انکے بقول کسی تجدید کی تقلید کر رہے ہیں۔ نہ معاذ اللہ فریب و چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہاں فاضل صاحب نے اہل حق سے مراد اپنے نفس اور اپنے ہم خیال اہل بدایوں کو ہی لیا۔ اور اہل بدایوں کی طرف سے بظاہر اس مسئلہ میں صرف ایک تحریر طبع ہوئی ہے۔ جو ۲۷ شعبان ۱۳۲۲ھ کو بہن ملی۔ ہم تک جو فاضل صاحب کی سلم اہل حق کی تحقیق پہنچی ہے وہ صرف وہی ہے۔ لہذا میں مختصر فاضل صاحب کو انکی اس تحقیق کا حال دکھانا چاہتا ہوں جسکی زیادہ تر ضرورت مجھے اپنے اور اپنے اکابر کو فاضل صاحب کے سخت غلط اتہام سے بچانا ہے۔ میرا اسے سخن اس تحریر کے رد میں انہیں فاضل صاحب ہی کی طرف اس تحقیق سے ہے کہ وہ انکی مسئلہ ہے۔ اور مسئلہ بھی کیسی کر سکی بنا پر انھوں نے اس کے خلاف عمل کرنے والوں پر وہ ناجائز وارہ پلوشیدہ چوٹ کی ہے۔ اس پوشیدگی میں جو راستہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔

تحریر بدایوں میں یہ لکھ کر کہ اذان ثانی جو وقت خطبہ و بروامام کے دی جاتی ہے قریب منبر داخل مسجد ہونا چاہیے۔ نہ میں لکھا۔ عبارات کتب فقہ حنفی سے یہ معنوں واضح ہو رہا ہے۔

اقول جی ہاری سرانگھن پر۔ مگر ذرا ہمیں بھی عبارات نہیں ایک ہی عبارت کسی معتبر مستند فقہ حنفی کی کتب کی ارشاد ہو جائے جس سے اذان خطبہ کا داخل مسجد ہونا واضح ہو رہا ہو۔ اس فتویٰ میں تو جیسا کہ اس امر کو واضح کیا وہ ابھی جو بتعالیٰ لکھا جاتا ہے۔ تحریر بدایوں میں جو فقہاء حنفیہ نے متعدد پیرائوں سے اس امر کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بظرافت مقام تکلیک و خلاف باقی نہیں رکھا۔

اقول۔ جی ان فقہاء کے اسادگرمی اور جہان انھوں نے اذان ثانی مسجد داخل مسجد ہونا بیان کیا ہو۔ ہمیں بھی ارشاد ہو۔ آخر میں ذرا اسکا بھی لحاظ ہے کہ ابھی پہلے ہی جملے میں عبارات تھیں اب یہاں صرف پیرائوں سے بیان کرنا رہا۔ شاید آگے چلکر یہ بھی نہ رہے اور حق کی صولت صاف صاف منوا ہی چھوٹے کہ فقہاء حنفیہ نے اسکا داخل مسجد ہونا نہ عبارات میں بیان کیا۔ نہ پیرائوں سے عیان کیا بلکہ صراحت اسکا خلاف لکھا ہے۔ جسکو آپ نے محض زبرد زبان رد کیا ہے۔ تحریر مذکور میں ہے۔ اور سلفاً خلفاً علماء کرام و فقہاء عظام حنفیہ کثر اللہ سواد ہم کا یہی مسلک ہے۔

اقول۔ اور امام اتقانی صاحب خاتہ البیان نے جو غایت البیان شرح ہدایہ میں خاص باب الجمعہ میں خاص اسی اذان کی بحث میں یہ تصریح فرمائی کہ ہو حکم اللہ تعالیٰ فی المسجد اسی فی حدودہ

لکھنا اذان فی داخلہ۔ یہ شاید علماء خفیہ سے ہوئے۔ اور ذرا تحقیق علی الاطلاق کی نسبت بھی ارشاد ہو جائے کہ وہ علماء خفیہ سے ہیں یا نہیں اس لیے کہ ساتھ تو انہوں نے بھی امام القانی کا دیا ہے جو فتح القدیر میں باب الحجۃ میں خاص اسی اذان کی بحث میں وہی تصریح فرمائی ہو ذکر اللہ فی المسجد اسی فی حد و ذکر لکھنا اذان فی داخلہ۔ اور وہ جو انہیں غایتہ البیان و فتح القدیر اور نیز فتاوی خلاصہ و بحر الرائق وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے۔ قالوا لا یؤذن فی المسجد۔ یہ علماء آپ کے نزدیک خفی ہیں یا غیر خفی اس ارشاد علماء کو خاص کرنے اور اذان خطبہ کو اس سے نکالنے کے لیے جو تقریر آپ نے فرمائی اُس کا جواب بعونہ تعالیٰ آگے آتا ہے

تحریر مذکور میں ہے۔ دیار و امصار عرب و عجم و عراق و روم و شام و ہند و سندھ میں قدیم سے یہی تعامل چلا آ رہا ہے۔ اقول کسی بات کا لکھنا۔ کھدنا تو آسان ہے مگر ذرا ثبوت تو دیجیے عرب و عجم و عراق و روم و شام و ہند و سندھ کے کتنے دیار و امصار میں آپ کو جانے کا اتفاق ہوا۔ یا کم از کم کمان کمان کی تحقیق خبر آپ نے منظر رکھی ہے کہ وہاں یہ اذان داخل مسجد ہوتی ہے۔ غیر سے خبر تو غور لینے پاس پر دوس کی بھی نہیں اور حکم لگا دینا۔ پھر سیر قدیم کی زیادتی اور بھی لطیف تر کیوں جناب کس معتبر مستند ذریعہ سے آپ کو معلوم ہوا کہ قدیم سے یہ اذان داخل مسجد تمام دیار و امصار عرب و عجم میں ہوتی ہے۔ یا آپ کی اصطلاح میں محض آپ کی عمر سے یا آپ سے دو چار جگہ اوپر سہی سے یہی آپ کے آس پاس پر دوس کی دوش بیتیں شہروں میں پونا ہی قدیم سے دیار و امصار عرب و عجم و عراق و روم و شام و ہند و سندھ میں ہونا ہے۔ اس مسئلہ بخوان میں مخالفین نے پہلے روز سے عام طور پر ایسی طریقہ برتنا کہ سلفاً خلفاً زمانہ قدیم سے صحابہ و تابعین و ائمہ کے پاک زمانوں سے برابر یہ اذان تمام دیار و امصار میں داخل مسجد ہوتی ہو مگر ثبوت کے نام صرف اپنے زبان کا ایک قول بڑا اور بس۔ ادھر سے کتب فقہ کی عبارات دکھائیں کہ یہ اذان داخل مسجد ہو کر وہ ممنوع ہو۔ خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور افضل الصحابہ حضور سیدنا صدیق اکبر فاروقی عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاک مبارک زمانوں کا تعامل دکھایا کہ یہ اذان ان مبارک زمانوں میں خارج مسجد ہی ہوتی تھی مگر وہ تو دیدہ نا دیدہ کر دینے کی آفت لگی ہوئی ہے سو اس کا ہمارے پاس کیا علاج ہے اللہ عزوجل توفیق اتباع حق دے۔ تحریر مذکور میں ہے۔ حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں ہمیشہ سے یہی اذان داخل مسجد متصل امام قریب شہر ہوتی ہو وہاں کے حاضر ہونے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں اقول۔ یہ محض غلط ہے اولاً کیا آپ نے اصل فتویٰ بریلی نہ دیکھا جس میں آپ کے اس ادعاے باطل کی قلعی جیسی طرح کھول دی ہے۔ اب دیکھیے اور اس ادعاے باطل سے باز آئیے۔ ثانیاً فرض کروم کہ آپ اگر حاضر ہوئے ہوں یا حاضر ہونے والوں کی رسمی سنائی کہتے ہوں اور ظاہر ہیں لوگ اصل حقیقت سے غافل رہے ہوں تو غایت یہ کہ حال کا حال آپ پر حال ہوا یہ ہمیشہ سے کا ادعاے باطل کس گھر سے لائے

مثلاً فیصلہ حق غامین حضرت امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد دیکھیے اور فقہ حنفی کے رو سے باز آئیے۔

اللہ رحمہ اللہ حدیث صحیح موجود۔ اگر دواجلہ کی تصریحیں موجود کہ یہ اذان زمانہ اقدس رسالت و خلافت راشدہ
 صلیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں دروازہ مسجد اقدس پر ہوتی تھی تفسیر کبیر و تفسیر کشاف و
 تفسیر خازن و تفسیر نیشاپوری و کشف الغمہ امام شعرانی ملاحظہ ہوں۔ بلکہ تفسیر خطیب شریفی و تفسیر جمل میں
 زمانہ امیر المومنین مولیٰ علیؑ کی تصریح ہے اور آپ نے جو حال میں نزع خود یوں ہوتے دیکھی یا سنی تو آپ
 یہاں حدیث تفسیر دواجلہ ہمیشہ سے یوں ہونے کا اور عام وجود۔ اسی میں ہے۔ اس کا خلاف کسی روا
 فقی اور صحیح روایت حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔ اقول جی اور امام القانی اور محقق علی الاطلاق
 وغیرہا اکابر کی جو تصریحات گزربین اور فتوائے برہنی میں اور اس سے زائد ہیں وہ تو آپ کے نزدیک
 روایت فقہی نہ تھی۔ علماء نے جو عام حکم فرمایا لایوذن فی المسجد لیکون ان یوذن فی المسجد
 کما فی العاکمگیریہ والفتاویٰ الخانیہ والفتاویٰ الخلاصہ وخرائز المفتیین
 وشرح المحامی للامام الاسیجانی ونظم الامام الزندوستی وغایۃ البیان
 وفتح القدر والبحر الرائق والتاتارخانیہ ومجمل البرکات والخطاوی علی المہر الق
 وغیرہا وہ آپ کے نزدیک روایت فقہی نہوگا۔ اور آپ نے جو علماء کے اس عموم والطلاق سے
 اس اذان کو اس طرح نکالنا چاہا۔ اور حکم لایوذن فی المسجد بر بنار عبارات مذکورہ فقہاء کرام

جنہیں لفظ بین ید یہ اور عند المنبر اور علی المنبر اور قریباً من المنبر ہے اذان خطبہ کے شامل
 نہیں۔ اقول۔ یہ الفاظ اس خروج کا تقاضا نہیں کرتے جیسا کہ میں انشاء اللہ ثابت کروں گا
 بلکہ خود کا اذان خروج ہی کے اقرار سے ثابت ہے کہ یہ الفاظ مفید خروج نہیں۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر
 آپ کا وہ زعم ہے کہ اذان خطبہ پر لفظ اذان کے اطلاق سے یہ حکم جائز ہوگا اذان کا اطلاق اذان
 بھی آتا ہے اقول۔ یہاں آپ قرآن وحدیث واجماع سب کو پشت دے کر اس اذان کو اذان
 ہی سے خارج کیا چاہتے ہیں اور اس پر اقامت کی طرح اذان کا اطلاق بتاتے ہیں۔ یہ تو فرمایے کہ لفظ
 یہ اجتماع مانا جائے یا صاحب درختار کا وہ قول جس میں انھوں نے صراحۃً اس اذان کو بھی اذان
 مانا اور باب لاذن بین اذان کی تفریق میں داخل مانا ہے حیث قال لہ فیل بدخول الوقت فیہم
 الفاقتت۔ واین یدی الخطیب۔ اور جب یہ اذان بھی باب الاذان میں اذان میں داخل
 تو قطعاً علماء کے وہ احکام جو باب الاذان میں عام ذکر ہو سکے بھی شامل۔ اور کیون جناب
 حدیث صحیح شریف ابن ابی داؤد وشریف جس کو انھوں نے اپنے سکوت سے صحیح یا کم انکم حسن ہونا بتایا اور
 امام الائمہ ابن خزمیہ نے اسے اپنے صحیح میں داخل کیا۔ اسی سے علماء نے بین ید یہ ہونا اس اذان کا
 ثابت کیا۔ اکابر علماء مثل امام ابن حجر وغیرہ نے اسی سے مالکیہ پر جو اس اذان کا بھی سرے سے بین
 ید یہ ہی ہونا بدعت جانتے ہیں استناد کیا اور مطہر سے اسکا حجت ہونا ذکر فرمایا جس میں ہے

عن السائب بن يزيد رضي الله عنه قال كان يوذن بين يدي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد واني بكروهم
 کیا یہ حدیث اس اذان کے خارج مسجد ہونے میں نص نہیں۔ کیا اس حدیث میں نہیں کہ یہ اذان اُن
 پاک مبارک زمانوں میں حضور اور صدیق اور فاروق دونوں کے سامنے دروازہ مسجد پر ہوتی تھی پھر کیا
 اذان من اللہ میں بدلائل قاطعہ ثابت کر دیا تھا کہ مسجد کے دو اطلاق ہیں۔ ایک موضع صلاۃ فیصلین
 دیوارین۔ دروازہ سب اس معنی پر خارج مسجد ہیں۔ اور اُسکے توالج۔ دوسرا چار دیواری مسجد مع مافیہ بیان
 معنی وہ سب داخل مسجد ہیں۔ بلکہ بیان ایک تیسرا اطلاق اور ہے کہ فنا مسجد کو بھی مسجد کہتے ہیں و لہذا
 مختلف اسپن جاسکتا ہے۔ پھر کیا تحقیق مشاطہ مسائل بریلی میں ہو چکی کہ اذان خارج مسجد ہونے کو صرف
 اسبقہ رد رکار ہے کہ وہ حدود مسجد میں ہو داخل مسجد موضع صلاۃ میں نہ کہ فتح القدر میں فرمایا دیا ہے
 فی حدودہ لکھا ہے کہ اذان فی داخل۔ اب تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث شریف اس اذان کے معنی

مراد اہل حق خارج مسجد ہونے میں نص صریح ہے۔ تحریر بدایوں میں ہے۔ فقہاء کرام برابر بلائیں تصریح
 فرما رہے ہیں کہ اذان ثانی قریب منبر و بجاء۔ ۱۰ قول وہ دیکھیں صولت حق کا ذکر کہ بیان داخل
 مسجد کی قید اُسے اڑوا ہی چھوڑی۔ اگرچہ باطن ضرور ملحوظ ہے۔ اسپر دلائل معروض کہ عبارات پیش کردہ
 میں تو ایک بھی عبارت فقہ حنفی من لفظ قریب موجود نہیں سول ایک جامع الرموز کے۔ مگر ان آپسے
 تعبیر بھی کہہ پایا ہے اگرچہ اُسکو بیان ذکر نہیں کیا۔ نیز جب نہیں اب ہمیں پتا بتائیے کہ اور کس کس معتد
 نے قریباً من المنبر کہا ہے مگر وہ برابر بلائیں تصریح فرما رہے ہیں تو اب بھی ثابت نہیں کہ آخر یہ جو عبارت
 معتدہ میں بین بین المنبر بیان یدک الامام کما انین تو قریباً من المنبر کی تصریح نہیں ثانیاً بقرض غلط
 اگر فقہا حنفیہ نے بلائیں اس اذان کے قریباً من المنبر کی تصریح بھی کر دی تو آپ کو کیا مفید۔ آپ کا مدعا تو
 نہ اقرب نہیں بلکہ وہ قریب ہے جو مسجد کے اندر نہ ہو پھر اُسکا عبارت فقہاء میں کہاں پتا ہے بطلان قریب
 اثبات آپ کو مفید نہیں کہ یوں تو وہ جو منبر کے سامنے فصیل مسجد پر اذان ہو وہ بھی قریب ہے کہ قریب
 امر اضافی ہے۔ بلکہ فنا مسجد قطعاً متصل مسجد ہے کہ اُسکی تعریف ہی میں ما اتصل بہ داخل اور مسجد
 شرعاً بقعہ واحدہ ہے تو اُسکے ایک جز سے قریب ہر جز سے قریب ہے فافہم ان کنت تفہم تحریر بیان

میں ہے۔ درختار میں ہے ویوذن ثانیاً بین یدیک الی ان قال اسی طرح عامہ کتب معتبرہ فقہ
 میں یہی عبارتیں ہیں۔ ۱۰ قول اذان داخل مسجد قریب منبر ہونے کے اور پُر اُس زور و شور کے بعد
 جو صد رفتوی بدایوں میں تھا بیان آکر کیا ایک داخل مسجد کی قید بظاہر اڑا دینے اور صرف اس
 اذان کے قریب منبر ہونے پر اقتصار کرنے کی حکمت اب معلوم ہوئی۔ داخل مسجد کے لیے تو کسی طرح کوئی
 سند ملتی نہ دیکھی۔ البتہ قریب منبر ہونے کے لیے فقہاء کے کلام میں بین یدیک و بعد اسے توڑ جو ذکر

کچھ مفید مطلب نکلتا دیکھ کر صرف قرب پر اقتصار کیا کہ نام کو کوئی سبب پیش کرنے کا تو موقع ہوا اگرچہ مقصود ثابت ہو۔ مگر چونکہ اس قید داخل مسجد کو بظاہر چھوڑ کر بھی دعویٰ تو یہ تھا کہ فقہاء کرام برابر بلا تکلیف تصریح فرماتے ہیں کہ اذان ثانی قریب منبر نہ بجائے۔ اور چاروں کتاہوں کی عبارتیں جو پیش کیں انہیں مطلق قریباً من المنبر کی بھی تصریح نہیں نہ کہ اُنکے مقصود اس قرب خاص معین کی جو گرد پڑھ گز سے زائد نہ ہو۔ اور کسی طرح اذان کو مسجد سے باہر نہ نکلنے دے۔ لہذا دعویٰ کی دلیل سے نامطابقت یوں رفع کی گئی کہ فقط بائین ید یا۔ باعتبار حقیقت عرفی حسب تصریحات علماء و تحقیقین علم ادب و تفسیر غیر قرب پر دلالت کرتا ہے۔ اب سارا کیا دھڑا حقیقت عرفی کے سر رہا۔ مگر جناب حبیب کو اس سے اب تک ذہول ہے کہ مقصود اصلی کیا تھا اور وہ بھی ثابت ہوا یا نہیں۔ مقصود اصلی سے ذہول کر کے نفس قرب کے بین ید یا۔ میں ثبوت کے لیے مفردات سے عبارت لائے یقال هذا الشئ بائین ید یا کہ اسی قریب منک اور نہ سمجھے کہ اگر معنی قرب ہی اسکی حقیقت میں پائے جانے ضروری ہوں جب بھی ہمیں مضر نہیں۔ نہ اُن تصریحات اکابر ائمہ کی منافی جو رسائل بریلی میں مذکور ہیں اور بائین ید یا۔ کی تفسیر صرف امام و قدام بتاتی ہیں کہ ہر چیز جو پیش نظر ہو اسے بین ید یا کہتے ہیں اور عادتہ شرائط البصار سے قرب بھی ہے تو ہر مرئی قریب ہے اس سے زائد قرب کے لیے مخصوص مقام کی دلالت خاصہ درکار ہے جو آج تک کوئی صاحب نہ بنا سکے۔ پھر کیا اس عبارت راغب میں جو قرب ہے اُسکے معنی مراد خود انہیں نے نہ کھول دیے تھے کہ فرمایا تھا و علیٰ هذا اقول۔ لہذا تیسرے معنی بائین ید یا دیکھو۔ لہذا بائین ید یا یعنی ملا کہ کا کہنا کہ اللہ عزوجل ہی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اسی معنی پر ہے جیسا جبریل یہ کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ ایک دو ہاتھ آگے ہے وہی اللہ کا ہے کیا اب بھی نہ کھلا کہ عبارت راغب سر اسرار الہی مقصود اصلی کے منافی ہے۔ دوسری عبارت کشاف و مدارک کی پیش کی جہیں جو حقیقتہ قولہم جلست بائین ید یا فلان الخ۔ جی مگر وضعت البطام بائین ید یا۔ کی حقیقت عرفی میں اس سے بھی تنگ تر اور زائد قرب اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اس ارشاد کثرت اتبع الدباء واضعہ بائین ید یا۔ صلے اللہ علیہ وسلم بین پیالہ میں سے لوکی کے قتلے تلاش کر کے حضور کے آگے رکھتا بائین ید یا۔ کی حقیقت اور بھی تنگ اور پھر پھیلاؤ بھی اتنا کہ آٹھ ہزار برس کی راہ تک پھیلا ہوا ہے۔ ثریا آٹھ ہزار برس کی راہ سے بائین ید یا۔ ہے اور آفتاب چار ہزار برس کی راہ سے۔ تو ایسا قرب جو مخصوص مقام سے ناشی ہو آپ کو کیا مفید اور ہم کو کب مضر۔ آپ کو تو یہ ثابت کرنا تھا کہ بائین ید یا کی حقیقت عرفی ایک قرب مخصوص بلکہ مختص اس سے زائد نہ بڑھ نہ گھٹے۔ اور پھر یہ ثابت کرنا کہ وہ قرب مخصوص اذان خارج مسجد میں نہیں پایا جاتا یہ البتہ آپ کو مفید ہوتا۔ یا کم از کم دلیل صحیح سے یہ ثابت کرنا تھا کہ اذنت بائین ید یا۔ میں مخصوص مقام و قرآن حالیہ سے وہ قرب مستفاد ہے جو مسجد کے اندر ہی ہے۔ اور جب یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں تو محض بھرتی سے کیا فائدہ ہے۔ ان سب کے بعد اب ذرا یہ تو فرمائیے کہ کشاف و مدارک و راغب کی تو یہ عبارتیں آپ کو مسلم ہیں

اور صحاح وقاموس و مختار الصحاح و تاج العروس وغیرہ میں جو بین یدای کو صرف امام و قدام سے تفسیر کیا گئی تفسیر
 کیونکہ ناقابل قبول کیا کتب لغت کی قطع حقیقت بیان کرنے کو نہیں ہوتی۔ کیا یہ تفسیر میں جو ان کتب لغت
 نے کیں ناقص و غلط ہیں۔ کیا کسی معتد نے اسکی تصریح کی ہے اسی طرح معالم التنزیل سورہ ہجرات اور خازن سورہ
 آل عمران اور ابو سعید سورہ یونس اور جلالین سورہ رعد اور سورہ مریم میں جو بین یدای کو صرف امام و قدام سے
 تفسیر کیا گئی تفسیر صحیح و کامل ہے یا غلط و ناقص۔ ہاں جناب مولوی فاضل صاحب آپ ہی بتائیں تحریر
 ہدایوں میں بین یدای میں اثبات قرب سے مقصود اس قرب خاص کا ثبات کرنا ہے جو اس اذان ثانی کو کسی
 طرح منہ سے گزرنے سے زائد نہ بڑھنے دے بہر طور مسجد کے اندر رکھے۔ اور مسجد کی فصیل پر ہی موزن
 گیا اور وہ قرب رخصت ہوا۔ یا اثبات مطلق قرب۔ بر تقدیر ثانی یہاں کس نے انکار کیا کہ بین یدای میں ایسا
 قرب بھی نہیں ہوتا۔ آخر بین یدای ہر مقابل نظر کے لیے قوض در ہے۔ اور پیش نظر ہونے کے شرائط ضرور یہ
 عادیہ سے قرب بھی ہے تو ہر چیز جو پیش نظر ہے قرب ہے۔ مگر ذرا اسکا خیال رہے کہ ایسا اثبات قرب آپ کو مفید
 نہیں۔ بر تقدیر اول عبارت راغب و کثافت و مدارک میں جو بین یدای کی تفسیر کی اُس میں کہیں بھی اس
 قرب خاص کا پتا ہے۔ اگر خدا انصاف دے تو خود راغب نے اسی عبارت منقول تحریر ہدایوں کے بعد و علی ھذا
 قول۔ سے اپنی مراد قرب کھول کر آپ کا کھلا کھلا رد کر دیا تھا اُسے چھپا جانا کون سا انصاف ہے۔ بلکہ اگر بالفرض
 ان تینوں نے بین یدای کی وہی تفسیر کی جو آپ کا مدعا ہے تو ان تین کی بات معتبر ہے یا اس کثیر
 جماعت کی جس نے صرف امام و قدام یا مقابل نظر سے بین یدای کو تفسیر کو کیا اور جس کا موکر خود بحضرت
 آیات قرآن عظیم و محاورات احادیث شریفہ و عرف علماء عربیت ہے۔ ملاحظہ ہوں حق نا فیصلہ وغیرہ
 رسا کل اہل حق و خاص کر جبکہ خود آپ کو بھی اقرار ہے کہ اگرچہ لفظ بین یدای بعض جگہ حسب موقع معنی قرب ہے
 خالی اور صرف مخالفت پر دال ہوتا ہے جیسا کہ بعض آیات قرآنیہ میں بھی وارد ہوئی ہے۔ ہاں فرمائیے جب
 لفظ بین یدای آپ کے موافق اور مخالف دونوں معنوں میں متعل ہوتا ہے تو آپ کو بغیر لفظی مخالفت اُس سے
 موافق پر استدلال کیسے بن آیا۔ کیا آپ کو نہیں معلوم اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔
 یاں شاید آپ نے اپنے اس قول کو کہ لیکن یہاں پر اس امر کی کتاب میں کوئی تصریح نہیں لفظی
 سمجھا ہو۔ مگر ہر بان سن یہ بخیر ہے۔ اول تو یہاں فاتح شرح قدوسی میں اسی بین یدای کی تفسیر اسے
 حد اثنہ موجود ہے۔ اور اگر یہاں کسی کتاب میں تصریح نہ ہو نا بھی فرض کی جائے تو غایت مافی الباب یہ
 یہ لفظی تصریح ہوئی۔ پھر لفظی تصریح تصریح لفظی تو نہیں۔ بلکہ انہی سمجھ کے لائق یوں سمجھیے کہ موقع ذکر اذان جمعہ میں
 اس بات کی تصریح نہ ہونا کہ یہاں بین یدای اس قرب خاص سے مخصوص نہیں اس بات کی تصریح تو نہیں
 کہ یہاں بین یدای اس قرب خاص سے مخصوص ہے۔ اور آپ جب تک اسے نہ ثابت کر لیں عبارت
 فقہار سے جتنیں لفظ بین یدای وارد ہے آپ اس قرب مخصوص پر ہستاد نرا خطا افتاد۔ یہ اور بھی

لطیف تر فرمایا۔ بلکہ عبارات مذکورہ کتب فقہ سے قرب منہر حسب محاورات اہل عرف مستفاد ہے۔ ۲۔ قول
 قرب منہر سے مراد مطلق قرب ہے جو ایک معنی بین دید یہ میں لفظ عرفاً ہر طرح ملحوظ ہے۔ یا وہ قرب مخصوص
 بدایونی کہ محل نزاع ہے۔ ہر تقدیر ثنائی آپ کی مراد یہ ہوئی کہ اگرچہ فقہاء نے ذکر اذان جمعین جو بین دید یہ
 فرمایا آئین اسکی اصدا تصریح نہ کی کہ یہاں یہ بدایونی قرب مخصوص مراد ہے مگر عوامی خواہی مستفاد یہی قرب ہے
 جو حسب محاورات اہل عرف یعنی اہل بدایون ہے۔ کیسے اسکی کچھ سند بھی ہے یا محض آپ کے کمدینے سے ہی
 مستفاد ہے۔ اولاً جناب بتائیں تو فقہاء نے اور کن کن مواقع میں عبادات بندہ کیو اسطرچ محاورات اہل
 عرف پر محمول چھوڑے جیسے یہاں باب اکجمعہ میں آپ کا ادا ہے۔ ثانیاً کیون جناب عبارت تو فقہاء کی اور
 اسکے معنی مراد کی طلب کی جائے آپ کے اپنے عرف مرسوم سے۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ شریعت عاصی
 میں امام سے قرب مقصود ہے اور مقصود بھی کیسا خود شرط صحت افتاد و صحت نماز مقتدیان ہے۔ پھر شرع
 مطہر نے اس قرب کی حد صحرا میں ہند رکھی کہ اگر دو عین بھی درمیان ہو سکیں تو اقتدا و ناجائز اور نماز
 باطل۔ تو ڈھائی گز کی دوری بھی بعد مانی۔ اور مسجد میں سو گز کی دوری بھی مانع نہیں کہ شرع نے مسجد کو
 بقعہ واحدہ مانا ہے۔ حالانکہ اہل عرف قطعاً اُس ڈھائی گز کی دوری کو جسے شرع مطہر نے بعد مانا قرب مانا
 ہیں اور اسکے مقابل سو گز کی دوری کو جسے شرع مطہر نے قرب مانا بعد سمجھتے ہیں۔ وہ کہ بسا عرف ہے جو کہے کہ
 چیز سو گز متصل پر ہو تو نزدیک سے اور ڈھائی گز پر ہو تو دور ہے۔ جب نظر شرع اور نظر اہل عرف میں مقتد
 ہوں بعد ہو اکر تا ہے آپ یہاں کیسے قرب شرعی کو اپنے عرف کے محاورے پر محمول کیسے دیتے ہیں۔ تو اب جبکہ
 آپ کی یہ بنیادی سادہ ہو گئی تو اسپر یہ چٹائی چنی کہ اب قرب سے یہاں وہی قرب مراد ہوگا جو معمول علماء اہلسنت
 و جماعت ہے۔ وہ کب سالم رہ سکتی ہے۔ فقہاء نے لفظ بین دید سے اذان خطبہ میں استعمال کیا۔
 آپ کے بقول خود انھوں نے تو اپنے معنی مراد کی کوئی تصریح کی نہیں۔ مگر آپ نے اسکو اس قرب پر محمول کیا
 جو منہر کی آبجیک سے آگے نہ بڑھے۔ اور اسکو محاورہ اہل عرف سے مستفاد مانا۔ اور ہم ثابت کر چکے کہ
 فقہاء کے معنی فقہاء سے ہی لیے جائینگے نہ محض میرے آپ کے محاورہ سے تو یہاں اہل عرف کی آڑ لینی ہی
 غلط محض ہے۔ اور جب سرے اپنے عرف مرسوم سے یہاں استناد ہی غلط ہے تو اب اگر بعض علماء نے
 کسی وجہ سے بقول آپ کے اس محاورہ اہل عرف کی پیروی کی بھی تو وہ شرع مطہر میں کیا حجت ہے
 اسپر یہ ظلم کہ جو شرع میں حجت نہیں اُسے خود شرع پر حجت قرار دینا خیال تو فرمائیے کیا معنی رکھتا ہے۔ آپ
 تو یہاں کی عبارت بنا لیتے ہیں۔ اسکا حکم سمجھنا کیا دشوار ہوگا۔ ہر تقدیر اول آپ کے کلام کا حال یہ
 ہوگا کہ اگرچہ بین دید یہ فی لقمہ مفید قرب نہیں مگر عرفاً اس سے ایک نوع قرب مستفاد ہوتی ہے
 یہ قرب اگرچہ بہت وسیع ہے جس سے اذان داخل مسجد ہونے کی بھی یقین ناممکن نہ کہ متصل منہر
 مگر معمول علماء اہل سنت سے اس قرب خاص کی یقین ناممکن ہے بلکہ معمول علماء اہلسنت کیا ہے یہی متصل منہر

چنانچہ عبارت عالمگیری اس پر نص ہے۔ اس کلام کی ابتدا سب اچھی اور حق کو قبول کرتی گئی مگر خاتمہ بندے ابتدا سب بگاڑ دی یوں کہ اس قرب مخصوص کو معمول علما راہ سنت بنانے کی دلیل عبارت عالمگیری جملہ لکھ جہاں سے التواردت پیش کرنا ضرور دوسرے اور یہ دو دونوں تقدیر یوں پر یکساں وارد ہے۔ میں نے عبارت فقہارین لفظ بین یدای المنبر سے معنی مراد کی یقیناً اس قرب مخصوص میں بقول آپ کے اس وجہ سے ہوئی کہ وہ علما راہ سنت کا معمول ہے اور اس معنی کے علما راہ سنت کے معمول ہونے کا کیا ثبوت یہ کہ عالمگیری نے کہا بدل لکھ جہاں سے التواردت اور بدل لکھ سے عالمگیری نے کیا مراد لیا خود آپ کے فتوے کی عبارت منقولہ میں ہے بین یدای المنبر۔ تو اس قرب مخصوص کا معمول علما راہ سنت ہونا اس پر موقوف کہ لفظ بین یدای المنبر جس کی طرف عالمگیری نے بدل لکھ سے اشارہ کیا اسکے معنی میں ہوں اور اسکے ہی معنی ہونا اس پر موقوف کہ یہی علما راہ سنت کے معمول ہے ہوں۔ کیسے وہ دور ہوا یا نہیں کیسے اثبات حق کے لیے ایسے ہی دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ مولوی فاضل صاحب اگر واقعی آپ کو علم و فضل سے محو نہ ہوتا بھی حصہ ملا ہو تو دیکھیے آپ کی وہ تحریر جسے آپ نے اہل حق کی تحقیق بتایا۔ اور جسکے خلاف عمل کرنے والوں کو فریب و جکیر میں پھنسا ہوا بنایا اسکی کیا حالت ہے۔ وہ دیکھیے صدر فتویٰ دہلوی کا وہ حکم کہ اذان ثانی جو وقت خطیبہ و سردام کے دی جاتی ہے قریب منبر داخل مسجد ہونا چاہیے اور اسکی وہ جبروتی سند کہ عبارات کتب فقہ حنفی سے یہ امر واضح ہوا ہے۔ پھر دوسرے ہی جلیل عبارت چاکر صرف یہ رہا کہ فقہا حنفیہ نے متعدد و پیرائوں سے اس امر کو مطرح بیان کیا ہے الخ پھر اسیرہ سلف و خلف کے مسلک ہونے کے دعوے۔ دیار و امصار عرب و عجم و عراق و روم و شام وغیرہ میں اذاعے توارث قدیم۔ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تظاہراً میں ہمیشہ سے اسی کا معمول رہا ہونا۔ کسی روایت فقہی اور کسی صحیح روایت حدیث سے خلاف کا دعویٰ ہونا۔ غرض اپنے نزدیک جو توشیح اپنے جواب کی کر سکتے تھے وہ سب ہی تو کر لی۔ مگر یہ سب زبانی دعویٰ تھے اب جو عبارات کتب پیش کرنے کا وقت آیا تو اول تو دعویٰ ہی پہلے سے عام رہا۔ پہلے داخل مسجد پر اذاعے توارث وغیرہ عقاب صرف یہ رہا کہ فقہار کرام برابر بلائیے تشریف فرما ہے ہیں کہ اذان ثانی قریب منبر دی جائے۔ اس قید دخول کے بظاہر اڑا دینے کا جو منشاء ہے اہل نظر سے مخفی نہیں۔ پھر اس پر چارندہ بین پیش لیکن ختمین قریب المنبر اذان ہونے کا تو ایک بین بھی ذکر نہیں۔ ہائی تین میں تو بین یدای اذان دیے جانے کا ذکر ہے بھی اور ایک میں تو میرے اسکا کچھ ذکر ہی نہیں کہ اذان کہان دیکھائے۔ صرف یہ ذکر ہے کہ بیچ کب سے مکروہ ہے بعض نے فرمایا اذان منبر کے وقت سے بعض نے فرمایا نہیں بلکہ اذان علی المنابر کے وقت سے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اذان جولعہ الزوال ہے اس وقت سے بیچ مکروہ ہے۔ جو وہ منبر والی اذان ہو یا منارہ والی۔ آئین اگرچہ کہیں بھی اسکا حکم نہ فرمایا تھا

کہ اذان کہاں دی جائے۔ مگر بدایونی تحریر نے عدد زیادہ دکھانے کے لیے اسے بھی سند بنالیا۔ مگر چونکہ ان میں بھی کسی میں اذان قریباً من المشرق کا ذکر تک نہیں تھا لہذا اب خود لفظ بین یدیں میں اوعا دکیا کہہ دیا۔ حقیقت عرفی قرب پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسپرین عبارتیں سند میں لائے۔ جنہیں سے عبارت راغب کا اپنے ناموافق ٹکڑا حلف کر دیا حالانکہ وہ انکے منقولہ ٹکڑے کی وضاحت کر رہا تھا مگر اپنے ناموافق پاکر اسے حذف کر دیا۔ جس سے مل کر عبارت راغب قطعاً انکے مقصود اصلی قرب مخصوص داخل مسجد کے مخالف ہو گئی۔ اور ان دونوں بقیہ عبارتوں میں بھی انکے مقصود کا کہیں پتا نہیں لہذا اب ان سے بھی نہ ہنٹی دیکھ کر انہی فرضی عدم تصریح کو تصریح عدم نظر کر دین یدیں میں حسب محاورات اہل عرف وہی قرب مستفاد مانا جو آپنا مقصود ہے۔ پھر اسی کو معمول علماء اہلسنت بنا کر عبارت عالمگیری سے اسپرین لائے جس نے یہ درسیان کے اوعاے حقیقت عرفی کے مرحلے طے کیے کر لے چھوڑا کر پھر وہی بین یدیں کا بین یدیں پر پہنچا دیا۔ غرض بین یدیدہ کا اسی قرب مخصوص میں منحصر ہونا۔ یا کم از کم عبارات فقہ میں وہی قرب مخصوص مراد ہونا کسی طرح سے نہ ثابت ہونا تھا ہوا۔ کیونکہ وہی وہ تحقیق اہل حق ہے جسکی بنا پر آپ نے عاملین سنت کو قریب دیکر بین پھنسا ہونا بتایا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تحریر بدایونی میں ہے۔ نیز عند بھی قریب کے لیے ہے۔ اقول۔ آپ کو اس اذان کے داخل مسجد ثابت کرنے کے لیے اگر عند اور علی اور بین یدیں میں کوئی کچھ کام دے سکتا تھا تو وہی بین یدیں کہ اسی کے معنی آپ کہیں سے وہی قرب مخصوص ثابت کر لیتے تو آپ کو مفید ہوتے۔ سو وہ قوم پشیمان ہر حجت ثابت کرنا چاہے نہ ہوتا تھے نہوے۔ رہ گیا عند۔ اولاً آپ نے اسکا بھی لحاظ کیا کہ وہ آپ کی منقولہ عبارت عالمگیری میں اس اذان کے لیے کہاں استعمال ہوا ہے۔ یعنی وہ صرف ایک پتے میں استعمال ہوا ہے کہ بیچ کون سی اذان سے مکر وہ ہے۔ سہی کو کونسی اذان سے لازم ہے بعض علماء نے اس میں یہ بھی فرمایا عند اذان المذبح پھر کیا پتا دینا اس پتہ کی ہوتی چیز ہی کو طریقہ مسنونہ و مطلوب بتاتا ہے جو آپ کے عدلی دلیل ہو۔ بلکہ مسنون بتانا درکنار اس سے نفس جو اذان کا اثبات دشوار کیا آپ نے حق یا فیصلہ نہ دیکھا کیا اس میں صاف صاف نہیں ثابت کر دیا تھا کہ پتا دینا ہرگز جواز پر حکم دینا نہیں ہوتا بغیر جب نہیں تو اب سہی۔ فوراً فرمائیے تھا ایک مجمع میں بادشاہ اور قاضی۔ امرار اور مفتی و اہل دربار دیگر حضار حاضر ہوں ایک شخص جو بادشاہ سے نادانقت ہو مفتی صاحب سے پوچھے کیون جناب ان میں بادشاہ کون ہے وہ فرمائیں وہ جو سونے کا تاج پہنے کھڑا ہے۔ تو کیا بیان ان مفتی صاحب نے بادشاہ کے لیے سونے کا تاج پہننا جائز قرار دیا۔ سب میں زیادہ یہ کہ اکابر علماء میں سے امام نووی نے شرح صحیح مسلم و علامہ طاہر نے مجمع بحار الانوار میں فرمایا کہ العلامۃ تمکون بحسب ۱۴ و مباح۔ پتا چلے کر ونا جائز دونوں طرح کی باتوں سے دیا جاتا ہے۔ تو جب عبارت علماء میں عند پتا ہے اور پتا جائز ونا جائز دونوں سے ہوتا ہے پھر

آپ اُس سے جواز پر دلیل نہ لاسکتے نہ کہ بحال حکم اُس سے اسی طریقہ کے سنت ہونے پر استدلال کرے
ہیں۔ مثلاً یا عند اگر قرب پر دلالت بھی کرے تو ظاہر ہے کہ مطلق قرب تو آپ کا مقصود نہیں۔ نہ گہرا
قرب مخصوص سو علمائے کماں فرمایا کہ عند اُس قرب مخصوص پر دل ہے۔ اور دال ہو بھی تو بھی آپ کو
مفید نہیں جب تک کہ آپ عند کا اسی قرب مخصوص میں منحصر ہوتا۔ یا کم از کم اُس عبارت فقہاء میں اُسکا اسی
قرب میں مستعمل ہونا ثابت نہ کر دیں۔ مثلاً عند اگر قرب پر دلالت کر گیا تو یوں ہی تو کہ مابعد عند کو مابعد سے
قرب ہو۔ پھر آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ آپ کی منقولہ عبارت میں مابعد عند کیا ہے اور مابعد کیا ہے۔
سینے آپ کی منقولہ عبارت میں مابعد عند وجوب سعی و کراہت ہیج اور مابعد عند اذان منبر ہے۔ تو عبارت کے

مقصد یہ ہونے کے وجوب سعی و کراہت ہیج اذان منبر سے قرب و متصل ہے۔ کہیں اس میں اذان کو منبر سے
قرب مکانی کماں سے نکالا۔ اذان کو منبر سے قرب تو اگر ہوتا تو جب ہوتا کہ عند منبر پر داخل ہوتا سبحان اللہ
عند داخل تو ہوا اذان پر وجوب سعی اور کراہت ہیج کے بعد۔ اور اذان بجائے وجوب سعی و کراہت ہیج سے متصل
ہونے کے مل جائے چاکر منبر کی گھر سے۔ رابعاً اگر خدا انصاف دیتا تو ہمیں سے عبارت علماء کے معنی
واضح تھے۔ انہی عبارت میں عند قرب مکانی کے لیے مستعمل ہی نہیں ہوا جو آپ اذان کو منبر سے گز
ر کر لینے پر اُس سے استدلال کریں۔ بلکہ انہی عبارت میں عند وقت کے لیے آیا ہے۔ یعنی اذان منبر
ہونے کے وقت سے ہیج مکروہ سعی واجب ہے اور غیر ذلک کہ قطعاً وہاں بحث اسی کی تھی کہ کب سعی واجب
ہیج مکروہ ہوتی ہے۔ رد المحتار میں ہے (تقریر وجوب سعی) لم یقل اختراض معانہ فرض للاختلاف
فی وقتہ هل هو الاذان الاول او الثاني او العبرة لدخول الوقت بحر و حاصلہ اسی سے
نفسہ فرض و الواجب کونہ فی وقت الاذان الاول و کیجیے بحث وقت وجوب سعی وغیرہ
میں تھی اُسی میں علماء نے وہ اختلاف ذکر کیا جو آپ نے عالمگیری سے لکھا۔ تو وہاں عند قطعاً طرف زمان
مستعمل ہے۔ کہیے اتصالی و قرب زمانی سے اتصال و قرب مکانی ثابت کرنا کون سا انصاف ہے یا چکا
خواہ مخواہ عند کو بیان قرب مکانی میں مستعمل سمجھنا کلام کو اُسکے معنی مقصود سے دور پھینک دینا نہیں تو اور کیا ہو
باقی رہا لفظ علیہ اسکی بحث عنقریب عرض کرتا ہوں بتوفیقہ حل و علا۔ تحریر بدایوں میں ہے فارسی اور
اردو زبان میں اسکا ترجمہ نرود پاس ہوتا ہے۔ اقول۔ جی ہوا کرے کہ آخر عند حضور کے لیے تو ہے
ہی اور حضور ایک نوع قرب ضرور ہے۔

اُسی میں ہے۔ بسوطین ہے عند عبارة عن القرب مفردات امام رابع میں ہے عند لفظ
موضوع الی قولہ والمثلث۔ اقول۔ اور قول امام اجل فخر الاسلام برزوی و مکن تنقیح و شرح
توضیح امام صدر الشریعہ و تلموز مع امام تفتازانی و تحریر امام ابن ہمام و تفسیر امام ابن امیر الحاج و مکن تنبیہ
و شرح کشف الاسرار وغیرہ میں تصریحاً و قطعاً اُہل عند کے معنی صرف حضور ہیں۔ اور رضی شاح کا نیہ

وغیرہ علماء عربیت نے تصریح کی ہے کہ عند قریب اور بعید دونوں کے لیے ہے۔ خود قرآن عظیم میں وہ ان دونوں محاوروں پر متعلیٰ ہے ملاحظہ ہو عنی نافصلہ وغیرہ رسائل اذان۔ پھر اگر وہ مفردات وغیرہ کی تفسیر ان سے منافی سمجھے تو موسطہ مفردات کا کنا سبتر ہے یا اس جماعت کثیر کا جسکی تائید خود قرآن کریم سے ہے۔ اور خود کہیے تو دونوں کا معتبر اور دونوں کا آپ کے مضر۔ ایک نے قرب کہا۔ اور ایک نے حضور۔ اور حضور ایک نوع قرب ضرور ہے۔ اصل یہ ہے کہ آپ اپنا مدعا بھول گئے۔ یاد کر لیجیے آپ کا مدعا صرف اثبات مطلق قرب نہیں۔ بلکہ قرب مخصوص ہے جو دخل مسجد سے اذان کو باہر نہ آنے دے۔ آپ اُسکو ثابت کیجیے ورنہ مطلق قرب آپ عند اور یسید یا مدینہ اگر دو ہزار عبادتوں سے بھی ثابت کر لیں تو نہ آپ کو مفید نہ حکم مضر بلکہ چارے سی ایک جزو دعویٰ کا اثبات ہے۔ کمالاً مخفی۔ تحریر سید کورین ہے بعض فقہائے کرام نے بعد قول عند المنبر کے یہ بھی تصریح فرمادی ہے اسی قریباً منہ۔ کما فی جامع

الرموز وغیرہ۔ اقول۔ اولاً آپ نے تو ایک بھی قول فقہاء کرام کا ایسا نہ پیش کیا جس میں عند المنبر کا لفظ تک ہو۔ یہ بحث تو علاحدہ رہی کہ وہ پتے میں ہے یا حکم میں۔ ثانیاً آپ نے یہ کہتے تو کہہ دیا کہ بعض فقہاء کرام نے بعد قول عند المنبر کے یہ بھی تصریح فرمادی ہے اسی قریباً منہ کما فی جامع الرموز وغیرہ۔ کیا آپ اسکا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جن فقہائے کرام نے کس جامع الرموز میں بعد قول عند المنبر کے اُسی تفسیر قریباً منہ سے کی ہے۔ مثالاً آپ جامع الرموز میں اذان ثانی کے بارہ من لفظ عند المنبر ہی دکھائیے۔ اور نہ دکھائے اور ہم کہے دیں کہ آپ ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔ تو آئندہ سے ایسے بے سوچے سمجھے بے دیکھے بھائے غلط حوالے دینے سے باز آئیے۔ رہا بچا پھر آپ شے ترا جامع الرموز کا ہی غلط حوالہ دیا۔ بلکہ اُسکے ساتھ وغیرہ کو بھی لے لیا۔ ثبوت دیجیے کہ کس وغیرہ نے عند المنبر کے کہہ دینے کے بعد اُسی تفسیر قریباً منہ سے کی ہے۔ بلکہ یہاں نہ قریباً منہ ہی اذان جمعہ کے بارہ میں کسی وغیرہ سے دکھائیے خاصاً کیا واقعی آپ کیا مدعا علیٰ اصلی بھوے ہوئے ہیں۔ یاد آج میں آپ نے

اپنا مدعا علیٰ اصلی وہی قرار دے لیا کہ فقہاء کرام برابر بلا توجہ تصریح فرما رہے ہیں کہ اذان ثانی قریب سبتر دی جائے جس میں بظاہر قید و قول مسجد کی نہیں ہے۔ اگر واقعی آپ آپ کا مدعا ثبات قرب ہے اور قید دخول اسی میں نہیں تو پھر صاف صاف اسکا اقرار فرمائیے۔ اور اپنے صدر نقوس سے جو آپ نے لوگوں کو ایک غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے اُنکو اُس سے نکالیے۔ اور اگر وہ قید دخول صرف بظاہر مذکور و بیاظن ملحوظ ہے تو پھر بار بار آپ کی یہ قرب قرب کی پکار کیا معنی رکھتی ہے۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ دو قرب ایک معنی اضافی ہے۔ وہی محاورات اہل عرف جنکو آپ فقہاء پر حاکم بنانے چلے ہیں انہیں کو دیکھیے۔ کیا خود آپ نے ہی انہی عمر میں بار بار نہ کہا تھا جو گا کہ بدایوں سے سریلی قریب ہے اور یہی دور اور بڑی قریب ہے اور مکہ معظمہ دور ہے۔ بلکہ خود بدایوں میں مدرسہ قادریہ سے جامع مسجد قریب ہے

اور سیشن دورانی غیر ذلک من المقولات۔ کیا اب بھی آپ کو نہ کہلا کہ قرب خود ایک معنی اضافی ہے۔
اور ان میں آپ کا مقصود وہ قرب خاص جو مسجرات اذان کو باہر نہ نکلنے دے۔ فیصل پر نہ جانے دے۔ تو
آپ کو فقہاء کے مقصود قرب اذان من المنبرین انھیں کے سند سے ثبوت وہ دینا تھا کہ آپ کو مویہ ہوتا جو
آپ نے سولہ زبانی مجمع خرچون کے ابتک نہ دیا۔

تحریر مذکورین ہے بعض فقہاء کرام نے اس قرب کی عقدر تاکید فرمائی ہے کہ لفظ علی المنبر سے تعبیر کیا
گیا صرف قلا عن الھندیہ۔ اقول۔ اولاً لفظ علی المنبر سے اگر آج کا مقصود ثابت ہوتا بھی ہوتا چاہی
بھی اسکا جو از شرعی اس عبارت ہندیہ کے لفظ علی المنبر سے نہیں نکلتا کہ وہ پتا ہے اور پتا چا کر دنا جائز
دونوں سے ہوتا ہے گھما صرف قلا عن الامام النووی و مجمع بحار الاخوار۔ ثانیاً آپ
نکلتا ہی چھپا ہیں مگر ہم آپ کی وہ حکمت جان ہی گئے جس سے آپ نے علی المنبر سے مقصود قرب پر استدلال ایسے لفظوں
سے کیا ہے۔ بین یدلہ اور عند المنبر چین اس قرب خاص کا پتا تک نہیں آئیں تو وہ کچھ زور و شور۔

کہیں ادعا ہی حقیقت عرفی۔ کہیں ادعا سے توارث۔ اور یہاں باوجود اسکے کہ صراحۃً لفظ علی المنبر
دیکھیں اور موزن کو خاص منبر پر نہ چڑھوا دیں۔ کچھ تو ہے جسکی اتنی پردہ داری ہے۔ خیر اسکی توجہ و توجہ
وہ اہل نظر پر مخفی نہیں۔ جسکو خود تحریر ہادیون کا طرز استدلال پکار کر کہہ رہا ہے۔ مگر اولاً آپ یہ تو
فرماتے ہیں کہ آپ کا وہ قرب مخصوص جسکو آپ فقہاء کا لفظ علی المنبر سے تاکید فرمانا بیان کر رہے ہیں وہ
لفظ علی کے معنی حقیقی ہیں یا مجازی یا صرف آپ کے مقرر کردہ۔ شق اول دثانی میں کس معتمد نے کہا
تصریح کی ہے کہ لفظ علی کے یہ معنی حقیقی یا مجاز آتے ہیں۔ شق ثالث میں آپ کی مقرر کردہ اصطلاح آپکو
ہی مبارک رہے اپنی اصطلاح کو آپ فقہاء پر کیوں حاکم بنا رہے ہیں۔ بلکہ بیان تو یہ اصطلاح خود ساختہ
فقہاء پر حاکم بنانا انتہائی مفید بھی نہیں کہ یہ لفظ علماء نے صرف پتادینے میں فرمایا اس سے تو یہی بہتر ہوتا
کہ آپ لفظ بین یدلہ کے یہی معنی اپنی اصطلاح میں مقرر کر کے فقہاء پر حاکم کر دیتے چلیے بے تکلف اذان

مسجد کے اندر ہو جاتی۔ ثانیاً آپ نے جانا بھی کہ علی کے حقیقی معنی صرف استعلاء حقیقی حسی ہی نہیں
ہو آپ نے یہاں نہ بتے دیکھ کر یہ خود ساختہ علی کے معنی مقرر کیے۔ بلکہ علی کے اور بھی معنی حقیقی علماء نے
بیان فرمائے ہیں جو قطعاً یہاں بنتے ہیں۔ اور جب تک حقیقت بتی ہو کلام کو مجاز ہو بھی محمول کرنا ناجائز
گھما بین فی الاصول نہ کہ کلام علماء میں بے دلیل محض اپنی خود ساختہ اصطلاح ابھر چلتا۔ نیسے
علی کے اصل حقیقی معنی لازم ہیں۔ کشف امام بخاری میں ہے اصالة فلا لزام باعتبار

اصل الموضع۔ تحریر امام ابن الھمام و تقریر امام ابن امیر الحاج میں ہے وهو ای اللزوم وهو
المعنی الحقیقی اور شک نہیں کہ یہ اذان اگر چہ خارج مسجد ہو مگر ہمیشہ لازم و ملازم منبر ہے۔

اسی طرح علی کے ایک معنی قیسی مصاحبت کا بھی میں اتفاق کر رہا ہوں۔ علی صرف جس لفظ

معادن ثانیہا الصاحبة کع نحو واتی المال علی حبہ ای مع حبہ وان ربک لذو مغفرة
للدناس علی ظلمهم کیا اس اذان اور منبر کا ساتھ نہیں۔ کیا دونوں کا وقت ایک نہیں۔ تو جب علی کے
یہ دونوں معنی حقیقی بیان ہوتے ہیں اس وقت تک علی اپنے معنی حقیقی ہی پر محمول اور آپ کا اسکو اپنے قرب خاص کی
تاکید کے لیے ایک خود ساختہ معنی پر حمل کرنا قطعاً غرور و غرور۔ مثالاً اس اذان عند المنبر یا علی المنبر کے
معتبر ماننے والے اسکی دلیل بتاتے ہیں کہ ہوا الذی کان علی احمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم وابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ زمانہ رسالت و خلافت میں ہی اذان تھی۔ کیا
زمانہ رسالت و خلافت میں خاص منبر پر اذان ہوتی تھی اسے تو خود آپ نے بھی نہ مانا۔ ولہذا فرمایا کہ بعض فقہاء
کرام نے اس قرب کی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ لفظ علی المنبر سے تعبیر کیا۔ آپ نے بھی علی کو مستقلاً منبر پر محمول نہ کیا
بلکہ اپنے اس قرب خاص پر۔ آخر اس تاویل کا منشاء کیا ہے۔ یہی نہ کہ زمانہ رسالت و خلافت سے حقیقت
استقلال یعنی منبر پر اذان ہونے کا ثبوت نہیں تو اس آپ کے اتصال منبر کا کب ثبوت ہے۔ بین یدی
علی باب المسجد کا ہے جو معنی مراد اہل حق خارج مسجد ہے تو کیا ہر عاقل متدین کے نزدیک حبیب
نہو کہ علی ہوا عندہ ہر ایک اسی معنی ثابت پر محمول ہو۔ ولکن الانصاف قد عرف فی الخلاف
تحریر نہ کو رہیں ہے جب فقہاء کرام حنفیہ تصریح فرما رہے ہیں کہ اذان مذکور قریب منبر ہو۔

اقول جیسی کچھ انھوں نے تصریح کی اور جس قرب کی تصریح کی وہ ظاہر کیا جا چکا بخود اللہ تعالیٰ۔
اسی میں ہے۔ اور اسی کو متواتر لکھ رہے ہیں۔ اقول۔ جی کس قرب کو۔ اس قرب کو جو غیر تصریح
اس اذان میں معتبر ہے تو ہماری سرانکھوں پر۔ یا آپ کے قرب مخصوص کو۔ سو اسکو متواتر لکھنا درکنار
آپ ابھی تک یہی ثبوت نہ دیکھ لے کہ انھوں نے اسکو ایک جگہ بھی لکھا ہو۔ بلکہ انھوں نے صراحتاً اسکا رد فرمایا ہے
کما صرحنا عن الاتحافی والفتی وغیرہما۔ تحریر مذکور میں ہے۔ یہی امر متواتر عن قدیم الزمان
بالفعل یہی عامہ بلاد اسلامیہ میں شایع و مقبول و محققین اہلسنت و جماعت ہے کہ اذان خطبہ

بین یدی الخطیب قریباً من المنبر داخل مسجد ہوتی ہے۔ اقول۔ اب وہ داخل مسجد کی قید
بظاہر مصلحت محذوف پھر بالفعل عامہ بلاد اسلامیہ سے ادعائی سند دینے کا ذرا سا سہارا پا کر میدان میں
آگئی۔ مگر اولاً فرمائیے تو متواتر عن قدیم الزمان آپ نے اپنی اصطلاح میں کسے مقرر کیا ہے۔ یہ اسوجہ سے
پوچھتا ہوں کہ ابھی آپ علی کے ایک معنی اپنی طرف سے مقرر کر رہی چکے ہیں۔ فرمائیے متواتر عن قدیم الزمان
کے وہی معنی ہیں جو علماء اہلسنت نے لیے کہ زمانہ رسالت سے زمانہ موجودہ تک ایک امر برابر چلا آتا ہو
ہی امر متواتر عن قدیم الزمان شرعاً ہے۔ یا آپ کے کوئی اصطلاحی متواتر عن قدیم الزمان کے معنی آو
ہیں۔ ثانی آپ کا اصطلاحی ہے آپ کو ہی مبارک ہے۔ اول میں زمانہ رسالت سے پہلے وہ دیکھے حدیث
ابی داؤد شریف میں ہے کہ اس پر ایک مبارک زمانہ میں ہے الزمان باب المسجد پر ہوتی تھی جو قطعاً آپ کے

مرا پر داخل مسجد بنیں۔ زمانہ خلاف راشدہ میں دیکھیے تو بھی یہ اذان خارج مسجد ہی ہوتی تھی۔ زمانہ ائمہ سے دیکھیے تو امام شیخ الاسلام علی ہجویری سے لے کر اصحاب فتاویٰ عالمگیری تک تصریح فرماہیں کہ اذان داخل مسجد نہ ہو۔ بلکہ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی ملی تک عمدة الہدایہ میں سنت اسی کو تیار ہے ہیں کہ اذان مسجد سے باہر ہو۔ کیسے اب وہ آپ کا توارث عن قدیم الزمان کہ ان گیا۔ اب رہ گیا عامہ بلاد اسلامیہ میں اسکا شائع و مقبول علماء تحقیقین ہونا تو جب آپ کے نزدیک یہی دس میں آپ کے دیکھے بجائے شہر عامہ بلاد اسلامیہ۔ اور یہی آپ کے جانے بوجھے دو چار عالم علماء تحقیقین کے ہیں تو واقعی انہیں تو ضرور یہ اذان اسی طرح رائج ہے جیسے آپ کہتے ہیں زیادہ سے زیادہ اور آپ اپنے سے دو چار پشت اور کراہت و سبکین۔ اس سے زیادہ تو ابھی تک آپ نے کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اور نہ آپ کا زبانی ادعا کیا حجت

ہے۔ اب آپ کا اسی اور عام غلط پر یہ چنانچہ چنانچہ تو اسکو بیرون دروازہ نکال کر در پھینک دینا عقیدت مسلم کے نزدیک خلاف تحقیق و تقلید ائمہ حنفیہ معلوم ہوتا ہے۔ بنا بر باطل علی الباطل ہے۔ تو را یہ تو راستہ و ہو جائے کہ یہ بیرون دروازہ نکال کر دروازے کس نے پھینکا۔ یہاں کس نے کہا۔ کہاں کہا کہ یہ اذان دروازہ سے بھی باہر نکال کر در پھینک دیے جانے کا حکم ہے۔ جسے یہ کہا ہوا اُس سے کہیے کہ خلاف تحقیق و تقلید ائمہ حنفیہ معلوم ہوتا ہے وہ قائل جانے اور آپ۔ ہم نے نہ یہ کہا نہ ہمیر آپ کا یہ خلاف تحقیق و تقلید ائمہ حنفیہ کہنا اور ہم نے جو کہا ہے یعنی اس اذان کا خارج مسجد یعنی موضع صلاۃ ہو نا سودہ تو بفضلہ تعالیٰ نہ خلاف تحقیق۔ نہ خلاف تقلید ائمہ حنفیہ۔ بلکہ عین تحقیق و عین تقلید ائمہ حنفیہ ہے۔ جسکا وضوح رسائل اہل حق میں بفضلہ تعالیٰ خوب ہو چکا۔ اور اس مختصر میں بھی بقدر کافی گذر چکا۔ تحریر مذکور میں ہے۔

جب اذان کہ صحن مسجد بلکہ دروازہ مسجد کے باہر ہوگی اس پر محاورہ عرب میں عند المنبر قریباً من الخطیۃ کا ہرگز اطلاق صحیح نہیں ہے۔ اقول۔ دروازہ سے بھی باہر اس اذان کا ہونا نہ ہم نے لازم کیا۔ نہ ہمیں یہاں اس پر ان اطلاقوں کے حسب محاورہ عرب صحیح ثابت کرنے کی ضرورت۔ مگر ہاں صحن مسجد سے باہر حدود مسجد میں جو اذان ہو اس پر عند المنبر قریباً من۔ کا اطلاق آپ کے عرف مخصوص کے قرب مخصوص پر نہ صحیح ہو مگر عرف عرب میں ضرور صحیح ہے۔ خود آپ کو اقرار ہے کہ جیسے عند اور قریباً من قرب پر دل ہیں اسی طرح بین ید یہ بھی۔ جیسی تو آپ کے بقول فقہائے ان الفاظ سے قرب بین ید کی تاکید کی۔ پھر دیکھیے اذان باب مسجد پر ہوا اور خود صحابی اہل زبان سائب بن یرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے بین ید یہ کہیں۔ کیا یہ صحابی آپ کے نزدیک عرب نہ تھے۔ کیا ان کا محاورہ محاورہ اہل عرب نہ تھا۔ اور جب وہ قطعاً عربی اور ان کا محاورہ قطعاً محاورہ عرب اور وہ باب المسجد پر اذان کو بین ید یہ کہیں کیسے اب بھی کچھ شک رہا کہ محاورہ عرب میں عند اور قریباً من دونوں کا اطلاق اذان علی باب المسجد پر صحیح ہے۔ اللہ عز و جل فرمایا کہ ان الذین یفوضون اصواتہم عند

رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم لایکلیا جب حضور منبر پر تشریف فرما ہیں تو آپ اجازت دیتے ہیں کہ ایک شخص عین مواجہ اقدس میں صحن مسجد شریف سے خارج کھڑے ہو کر چلائے کہ نہ چلانے کا حکم تو عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اور عند کی حد آپ کے بقول صحن مسجد کے اندر اندر بلکہ منبر کی لگے سے گزرنے پر ہی گزرتا ہے۔ مقصود شرع مطلقاً مواجہ اقدس میں چلانے سے منع کرنا ہے یا گزردو گز چار گز کی دوری سے۔ کیا آپ اس دوری کی تعیین کر سکتے ہیں۔ چوبدار جسکی مسائی دروازہ سلطانی سے آگے نہیں اگر حکم سلطانی کسی کو بلانے جائے تو کیا نہیں کہتا کہ حبشت من عند الحکاک میں بادشاہ کے پاس سے آیا ہوں۔ کیا اسکا یہ کہنا غلط ہوگا کہ در دولت و تخت کا فاصلہ دروازہ مسجد و منبر سے بھی زائد ہے۔ کیا ایک مئی کہ باب السلام سے سو گز فاصلہ پر رہتا ہوا اپنے مکان کا پتایون نہیں بتاتا کہ عند باب السلام۔ باب السلام کے پاس ہے کیا آپ ثبوت دیتے ہیں کہ یہ محاورات اہل عرب کے محاورات پر غلط ہیں رب عزوجل نے فرمایا و لو توس اذ فرغوا اختلا فوت واخذوا من مکان قریب اس مکان قریب کی تفسیر مدارک میں دیکھے کہ فرمایا واخذوا (من مکان قریب) من الموقوف الی النار اذ یعثوا۔ ۱ و من ظہر الارضی ۲ اذ یطنها اذ قالوا و من صحرا ۳ اذ یدر الی القلیب دیکھیے موقف سے نار کی طرف پکڑ پکڑائے جانے کو مکان قریب سے پکڑ پکڑایا جانا فرمایا۔ کیا موقف و نار کا فاصلہ آپ کے نزدیک اتنا ہی نہیں جتنا مقام خطیب منبر سے آپ کی مسجد ہدایون کے صحن کے ختم تک۔ پھر کیا آپ قرآن مجید کو کہہ سکتے ہیں کہ اُس نے معاذ اللہ محاورہ عرب کے خلاف یہاں فرمادیا۔ تحریر مذکور میں ہے بلکہ اردو جاننے والے بھی ایسی اذان منبر یا خطیب جی صاحب کے پاس یا نزدیک ہر گز نہ کہیں گے۔ ۱ قبول اردو نرس ہدایون نے آپ کے گرانے میں ہی نہیں بولی جاتی بلکہ اُسکے جاننے والے ہندوین اور بھی بستے ہیں۔ جو صحن مسجد اور خطیب جی کی جگہ یا منبر کا درمیانی فاصلہ تو کیا چہرے اس سے بھی زائد دور کو نزدیک اور پاس کہتے ہیں۔ کیا آپ کو اب تک نہ معلوم ہوا کہ یہ نزدیک اور پاس ہونا ایک امر اضافی ہے جسکی تعیین بخصوص مقام نہ قرآن حالیہ ہوتی ہے تو اب آپ کو بدلیل صحیح ثبوت دینا تھا کہ خطیب جی کے پاس اذان دیکھی اس میں خصوص مقام یہی ہے کہ اذان مسجد کے اندر خطیب جی صاحب سے صرف گز دو گز کے فاصلہ پر ہو ورنہ پاس نہ رہے گی محض آپ کا اعداد زبانی محل نزاع میں ختم کیون ماننے لگا۔ ثنائیہ بخوڑی دیر کے لیے بغرض غلط و محال فرض کر بیجیے کہ محاورہ عرب میں اور اردو جاننے والے دونوں اس اذان کے صحن سے باہر ہوئے پر قریب اور نزدیک اور پاس اسے نہیں جانتے تو جناب من نرس اس سے بھی تو کام نہیں چلتا مسئلہ شرعی فقہی ہے نہ محاورہ عام اہل عرب یا اہل اردو اگر اسکو عند المنبر قریباً من الخطیب خطیب جی صاحب کے پاس یا نزدیک نہ بھی کہے تو انکا وہ محاورہ فقہاء پر تو حاکم نہیں کہ اُسکے بولے ہوئے

لفظ میں بھی لیا جاسے حالانکہ وہ خود اپنا محاورہ بیان کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو کنز بدایہ قدوری وغیرہ میں ہے سرق من المسجد متاعاً و ربه عندہ قطع مسجد میں سے کوئی چیز چرائے اور لوگ اُسکے پاس سے ہاتھ کاٹا جائے گا دیکھئے درختار و محبتی و فتح القدر و بحر وغیرہ میں اس عند کی تفسیر کی ایسے ہیچیت میراۃ عند کے معنی ہیں پیش نظر ہونا جو ہر نیرہ میں کی ہذا اذا کان الحافظ قریباً منہ ہیچیت میراۃ اما اذا بعد ہیچیت لا میراۃ خلیس بحفاظہ دیکھئے یہاں اسی پیش نظر کو قریب اور جہان سے نظر نہ آئے اُسے بعید بتایا۔ اتہو آپ کو معلوم ہوا کہ اذان صحن مسجد سے باہر قطعاً عرف فقہار میں عند اور قریباً من المنبر کا اطلاق صحیح ہے۔ غالباً آپ کو یاد ہو گا کہ میں قریب اہل عرف و قرب معتبر عند المشرع میں ہوں بعید ثابت کر چکا ہوں ملاحظہ ہو مسئلہ مدفوف فی الصحراء فی المسجد السبی صورت میں اہل عرف کے محاورہ کو اہل علم پر حجت بنانا اور اُنھوں نے جو خود اپنے محاورہ کی تفسیر کیا ہوا اسکا لحاظ نہ کر کے اہل عرف کے محاورہ اور وہ بھی اُسکو جو واقع میں اُنکا محاورہ بھی نہ ہو بلکہ اپنا خود ساختہ اُنکی طرف منسوب محاورہ سے اذان کو مسجد کے اندر خطیب جی سے گزڑیٹھ گزیر کر لینا زبردستی نہیں تو کیا ہے آپ کی اس تحریر کا سارا پچڑ اہل عرف کے محاورہ پر ہا مگر خدا کے فضل سے احتیاق حق و ابطال باطل ہی ہو کر ہا عرف عرف پکارنا بے سود و لائیگان گیا اور کیوں نہ تھا کہ محض عرف عرف پکارنے سے سنت کریمہ باطل نہیں ہو سکتی۔ تحریر مذکور میں ہے اذان بیرون دروازہ پر لفظ عند اور قریب المنبر

۱۱۴

و غیرہ کا اطلاق بخلاف عرف علماء ادب و فقہاء مذہب کے صحیح سمجھنا کسی منصف عالم محقق کا کام نہیں۔
اقول۔ اولاً جن عالم محقق نے یہ اذان بیرون دروازہ کرائی اور سپر اُس اطلاق کو صحیح سمجھا اُن سے گفتگو کیجئے۔ یہاں آپ یا رابے محل ذکر اسکا کیوں کرتے ہیں۔ ثانیاً کیا آپ نے کوئی ثبوت اسکا دیا کہ اذان بیرون دروازہ پر اطلاق لفظ المنبر یا قریباً من المنبر کا علماء ادب و فقہاء مذہب کے نزدیک صحیح نہیں ہیں تو آپ کی اس تحریر بھر میں کہیں نظر نہیں آتا ہے اگر کہیں ہو تو بتائیں۔ یا صرف آپ کی ذات گرامی ہی علماء ادب و فقہاء مذہب ہے لہذا جسکو آپ صحیح نہ مانیں وہ علماء ادب و فقہاء مذہب کے نزدیک صحیح نہیں۔ تحریر مذکور میں ہے بالخصوص جبکہ وہ لفظ بذلک جمی التواردت لکرتا ہوا ہیں کہ یہ معمول قدیم سے جاری ہو کر زمانہ موجودہ فقہاء کرام تک متوارث و معمول ہے اقول تو ارث تو ارث کی پکار کئی بار گھر تک پہنچا دی گئی۔ اجمی حضرت یہ بھی تو فرمادیا ہوتا کہ وہ فقہاء مذہب کسی جمی بذلک جمی التواردت سے تعبیر فرما رہے ہیں۔ خیر آپ نے نہ بتایا تو ہمیں بتائے دیتے ہیں وہ دیکھئے آپ کی ہی منقول عبارت عینی اذن المؤذنون بین ید ید یہ ای بین ید ید ای المنبر و بذلک جمی التواردت یو ہیں آپ کی منقول عبارت عالمگیری میں ہے اذن بین ید ید یہ ای قولہ بذلک جمی التواردت۔ کہیے اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ فقہاء مذہب نے اذن بین ید ید پر

تو ارشاد بتایا ہے جی پھر سکا یہاں کس نے انکار کیا رہ گیا آپ کا اپنے اسی قرب مخصوص کا اس میں۔
یہ یہ میں اذکار کرنا اور اس پر تو ارشاد جاری بتانا اسکا جیسا کچھ ردی حال تھا میں مفصلاً ظاہر کر چکا
بفضل اللہ تعالیٰ۔

تحریر مذکور میں ہے اور زمانہ فقہاء مذکورین سے اب اس زمانہ موجودہ تک بھی وہی تو ارشاد
اقول یعنی وہی جو زمانہ فقہاء کرام میں تھا یعنی اس اذان کا بین یہ یہ ہونا۔ تو ہمارے سر
آنکھوں پر ہم تو خود کہتے ہیں کہ یہ اذان بین یہ یہ ہی متواتر و معمول علماء و حنفیہ رہی ہے۔ اور وہی
کبھی کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ امر متواتر خلل پذیر ہوا اور اذان خطبہ اپنے مقام (یعنی بین
یدی الاکرام سے تغیر و تبدل ہوئی ہو۔ اور اگر متواتر و معمول بہا سمیت آپ نے اپنا وہ قرب
مخصوص مراد لیا تو کچھ تو اپنے اسکا زمانہ فقہاء کرام مذکورین تک متواتر ہونے کا ثبوت دے دیا ہے
کچھ اب یہاں دید دیجیے گا۔ اوسے یہ کہ نہ وہاں ثبوت نہ یہاں صرف اذکار زبانی ہے اور بس تحریر مذکور
میں ہے کتب فقہ میں جہاں اذان کا داخل مسجد ہونا مذکورہ لکھا ہے اس سے صرف اذان نماز پنجگانہ مراد ہے
اقول۔ صرف آپ کے اذکار زبانی سے یا کوئی سند بھی ہے۔ کیونکہ جناب فقہاء کرام نے کیا یہ نہیں
فرمایا کہ لا حیوذن فی المسجد کیا فعل قوت نکرہ میں اور نکرہ حیر نفی میں عام نہیں ہوتا بلکہ
ہوئے کتب اصول و معانی و بیان۔ کیا اب کلام فقہاء کا صاف صریح مفاد ہوا کہ اصلاً کوئی اذان مسجد میں
نہ دی جائے اب کیا کسی شخص کو محض بے دلیل عموماً شرعیہ کی تخصیص کا اختیار ہے۔ کیا خود فقہاء نے
کہیں فرمایا ہے کہ ہمارا قول لا حیوذن فی المسجد صرف اذان نماز پنجگانہ مستخاص ہے۔ اگر کہا ہو
تو پتہ ارشاد ہو۔ اگر نہیں تو کیا انکے عموماً کو بلا دلیل مخصوص کر لینا عقل سلیم کے نزدیک خلاف تحقیق و
تعلیل و تنقیہ نہیں معلوم ہوتا کیا اس تخصیص کو صحیح سمجھنا کسی نصف عالم محقق کا کام ہے کیا امام محقق علی
الاطلاق نے فتح میں اور امام اتقانی نے غایہ میں خاص باب الجمعہ میں یہ نہ فرمایا ہو کہ لا حیوذن فی المسجد
اسی فی حدودہ کا لکھا ہے الا اذان فی داخلہ۔ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الہی ہے مسجد میں یعنی
حدود مسجد میں اسلئے کہ مسجد کے اندر اذان مذکورہ ہے۔ کیونکہ جناب اگر مسجد کے اندر صرف اذان نماز پنجگانہ
ہی مذکورہ ہے تو محقق کو ایسی کیا ضرورت پڑی تھی جو خاص باب الجمعہ میں ایک لفظ موسوم اذان کے دخل
مسجد ہونے کا آگیا تھا اسکی بھی تفسیر فرما کر اہم اذان داخل مسجد کا حکم فرمایا اس عبارت میں خاص اذان
پنجگانہ کا تو ذکر تھا ہی نہیں بلکہ باب الجمعہ میں ہوتا اور خطبہ کا اس پر قیاس کرنا صاف سوید تھا کہ اذان جمعہ
ہی مراد لیتے اور وہ آپ کے بقول مسجد میں متواتر و معمول بہا ہی محقق کا وہ تفسیر کرنا اگر انصاف ہو
تو کیا صاف صاف نہیں بتاتا کہ خاص یہ اذان ثانی بھی مسجد کے اندر مذکورہ ہے۔ اتنا فقہاء کے اس ارشاد
عام کی بے دلیل تخصیص کیا کون کیا ہوئی۔ مان شاید آپ نے اپنے اس قول کو دلیل تخصیص سمجھا ہو کہ

اذان خطبہ پر لفظ اذان کے اطلاق سے یہ حکم عاید ہوگا۔ اذان کا اطلاق اقامت پر بھی آتا ہے۔
 اقول یعنی اب اذان ثانی جمعہ کہ زمانہ رسالت میں وہی اذان جمعہ تھی صدیق و فاروق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما کے زمانہ خلافت میں وہی اذان رہی کہ میرے اذان ۱ خودی للصلوة میں وہی اذان مروی ہے
 نے اُسکو سلفاً عن خلف اذان ہی کہا جو داہنین صاحب نے اپنی اس تحریر میں جان ہاں اسی جملہ
 میں اسی اذان ہی لکھا اب وہ اذان ہی نہ رہی بلکہ اُس پر تو اذان کا اطلاق تغلیباً و مجازاً آ گیا ہے جیسے
 اقامت پر بدایو بنی تحریر فتویٰ سے گذار میں جناب توسنی حنفی میں اس اذان کو فقہاء کے قول عام سے
 خارج کرنے کے لیے یہ تقریر بریلی کی کپی سروالی دیوبندی تحریر نے کی تھی جس کا خلاصہ آپ نے لیا ملاحظہ ہو
 اُسکے رسالہ کا ص ۱۷ پھر قرآن مجید تو ارشاد فرماتا ہے اذ جاء کھ فاسق یذبنا فنبذہ ان تصیبوا
 الکفر کیا آپ کو نہیں معلوم کہ یہ دیوبندی سروالی اُن لوگوں کی تحریر ہے جو عقائد کفریہ رکھتے خود کا فرہوگر
 کفار کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں تو فاسق کی خیر جانچنے کا حکم ہے کافر کا بطریق اولیٰ۔ مگر آپ نے قطعاً نہ کیا بھالا
 کہ یہ سروالی کی تقلید آپ کو ائمہ حنفیہ کی تقلید سے کہا تکبر و گردان کیے دیتی ہے اولاً درختار دیکھیے باب

الاذان ہوا اعلام مخصوص لولیل بدخول الوقت لیحو الفاتنہ و بین یدی الخلیف
 کیے یہاں تو اسی باب الاذان کی اذان میں اُسے بھی داخل مانا کیے یہاں جس اذان کی تعریف ہے وہ
 اذان حقیقی ہے یا تغلیبی مجازی بر تقدیر اولیٰ یہ اذان بھی حقیقی ہوئی کہ حقیقی کی تعریف اُسکو شامل ہے بر تقدیر
 ثانی کس معتد نے کہا ہے کہ یہ تعریف اذان تغلیبی مجازی کی ہے پھر اس صورت میں کیا اذان سببگاہ کو بھی
 تغلیباً اذان کہہ دیا ہے کہ آخر وہ بھی تو اسی تعریف میں داخل ہے تو پھر حقیقی اذان کس کو نہ میں سستی جو
 مانا یا آپ نے یہ بھی دیکھا کہ اذان کا اطلاق جو اقامت پر آیا ہے وہاں ائمہ نے کیا تصریح کی ہے امام

عینی نے فرمایا الحمد للہ من الاذاتین الاذان والا قامة بطریق التغلیب کا تصریح و
 التصریح عمدة القاری شرح صحیح بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶۶۔ دیکھیے صاف تصریح ہے کہ اقامت
 پر اذان کا اطلاق تغلیباً ہوا ہے کیا آپ اسکا ثبوت دے سکتے ہیں کہ کس معتد نے کس کتاب معتد میں تصریح
 کی ہے کہ اذان ثانی جمعہ پر اذان کا اطلاق تغلیباً ہے۔ ورنہ بغیر اس ثبوت کے اس کو اذان نہ سمجھنا کیا
 ایسا ہی نہیں جیسا کوئی جاہل کہ حضرت عمر کا بھی اسم گرامی عمر نہیں کہ عمر کا اطلاق صدیق پر بھی آیا
 ہے یا قمر بھی قرنین کہ قمر کا اطلاق شمس پر بھی آیا ہے۔ اتبوا آپ کو معلوم ہوا اس اذان کا اقامت کو اذان
 سے خارج دیکھ کر خارج کرنا ایسا ہی ہے جیسا قمر کو قمر ہونے سے خارج کرنا شمس کو خارج دیکھ کر جناب بن فتویٰ
 نویسی بہت مشکل کام ہے بھی تو حدیث میں وارد ہوا جس و کھ علی الفتیہا جس و کھ علی الذاد
 ثالثاً آپ اپنے ہی طرز پر بیٹھے ایک جاہل کندہ نامہ تراش ضروریات دین کا منکر ہو کر مثلاً ناز مغرب میں
 معاذ اللہ رکوع سے اٹھا کر رکے اور آپ سے سیکھ کر استلال یوں کرے ناز مغرب پر فقط صلاہ کے اطلاق

یہ حکم عاید نہ ہوگا۔ نماز کا اطلاق تو نمازِ جنازہ پر بھی آتا ہے حالانکہ نمازِ جنازہ میں بالاتفاق رکوع نہیں۔ تو فرما
 آپ اسکو کیا جواب دینگے یہی نہ کہ نمازِ جنازہ میں کل چھ نماز نہیں بلکہ اسکو تو بعض مناسبات کی وجہ سے نماز
 کہنا ہے اس میں رکوع ہونے سے یہ کیوں لازم آگیا کہ جو مناسبتیں ایسی ہوں جو نہیں بھی رکوع نہ ہو کیسے پھر اذان
 میں اس جواب سے کیوں اعتراض رہا۔ رابعاً کہ جسے توجیب اذان خطبہ پر لفظ اذان کا اطلاق آپ کے بقول
 تغلیباً ہو گیا اور وہ حقیقتاً اذان نہ رہی کیا وجہ ہے کہ آپ اس میں الفاظ اذان وہ اہتمام کرتے ہیں جو اذان
 حقیقی کے ہیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ جب یہ اور اقامت دونوں اذان بھی تغلیباً تھیں اور آپ کے بقول
 دونوں داخل مسجد سنوں تو پھر اسکو مناسبت پر نسبت اذان حقیقی پنجگانہ کے اقامت سے زیادہ ہونی چاہی
 الفاظ بھی اس میں آئے چاہئیں نہ کہ اس کے جس سے اسے مناسبت ہی نہیں۔ کیا فقہار نے کیوں خاص اس کے
 نسبت تصریح کر دی ہے کہ اس میں الفاظ اذان ہی مستعمل ہونگے اگرچہ یہ اذان تغلیباً ہے تحریر مذکور میں ہے
 یوں ہیں اذان خطبہ بھی اس حکم میں مثل اقامت کے ہے اقول۔ یہ توجیب ہوتا کہ یہ اذان فقہاء کے اس
 قول عام لا یؤذن فی المسجد سے خارج ہوتی اور ہم ثابت کر چکے کہ یہ ہرگز اس کے اس قول سے
 خارج نہیں اور آپ نے جو دلیل خرچ پیش کی وہ محض باطل و ذلیل ہے تخریر مذکور میں ہے اور حکم

لا یؤذن فی المسجد برہان عبارت مذکورہ فقہاء کرام جمیع لفظ میں یہ ہے اور عند المنبر اور علی المنبر
 اور قریباً من المنبر اذان خطبہ کو شامل نہیں۔ اقول۔ اولاً فقہاء کا قول لا یؤذن فی المسجد
 مسجد کے اندر اذان دینے کو علی العموم منع کر رہا ہے اور ہم ثابت کر چکے کہ ان میں سے ایک لفظ بھی اس
 قرب مخصوص من المنبر کا تقاضا نہیں کرتا جسکو آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں جو اس اذان کو خواہ مخواہ پر حلقہ
 حکم شرع شریف مطہر مسجد کے اندر کر دے تو ان الفاظ کی بنا پر ادعاء تخصیص ناقابل قبول باطل محض ہے
 ثانیاً فقہاء کا قول لا یؤذن فی المسجد حکم ہے اور عند المنبر اور علی المنبر دونوں پر اعتبار حکم کا ہے
 یا پتے کا۔ تو یہ دونوں الفاظ یوں بھی غیر قابل لحاظ۔ ثالثاً لفظ قریباً منہ صرف عبارت تستانی میں آیا
 آپ کو معلوم ہے کہ تستانی کی نسبت علماء نے کیا فرمایا ہے ملاحظہ ہو کشف الظنون و مقدمہ عمدة الرعاہ
 مولوی عبدالحی صاحب ثواب اگر یہ اس معنی کا افادہ کرے جو میں یہ کہ ہیں اور اسی کا افادہ کرتا ہے
 کہ آخر اسکی تفسیر میں ہی وارد ہوا جب تو قابل قبول اور ہم ثابت کر چکے کہ میں یہ کہے معنی امام مقدم
 کے ہیں جو آپ کے مقصود اصلی کی مثبت نہیں اور اگر میں یہ کہے خلاف کوئی معنی افادہ کرے تو ضرور
 مردود کہ اس اذان کا میں یہ ہونا خود حدیث سے ثابت عام کتب معتبرہ میں مذکور علماء حنفیہ کا سلفاً
 عن خلف معمول و ماؤر ہے اسکا خلاف ایک نامعتبر کتاب سے کیا مقبول ہو۔ اب رہ گیا میں یہ کہی
 بنا پر ادعاء تخصیص قول فقہاء محض باطل ہے۔ دیکھیے حجابی اہل زبان سائب بن یزید رضی اللہ عنہ
 حدیث صحیح ابی داؤد بشریف میں اس اذان کو علی باب المسجد بھی فرماتے ہیں اور میں یہی رسول اللہ

صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی یہ واضح ثبوت ہے اس بات کا کہ بین یدیں ہرگز اس قرب مخصوص کا اس
اذان میں تقاضا نہیں کرتا جو آپ کا مقصود ہے اور جس کے اثبات کے بعد اس اذان کا مسجد سے
دش قدم باہر نکلنا بھی محال ہے۔ البتہ بلکہ حق تو یہ ہے کہ چاروں نطق علی المنبر اور عند المنبر اور بین
المنبر اور قریب المنبر سب ہمارے درجہ کے ثبوت ہیں بدیہی صاحب خواہ مخواہ ان سے اپنا مدعا
ثابت کرنا چاہتے اور ان کو قول فقہاء لا یوخذ فی المسجد کا زبردستی محض بنایا
چاہتے ہیں۔ سینے اس اذان عند المنبر یا علی المنبر کے معتبر ماننے والے اس کے دلیل یہ بتاتے ہیں کہ

هو الذی کان علی عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلموا لی یکر و عمر رضی

اللہ عنہما ملاحظہ ہوں کہ معتبر فقہیہ ہدایہ و کفایہ وغیرہا پھر زمانہ رسالت میں کس کا ثبوت ہے
علی باب المسجد کا۔ اور اس اذان کے بین یدیں ہونے کے لیے بھی علماء مشیتین نے اس حدیث سے
استناد کیا جس میں علی باب المسجد ہے ملاحظہ ہو فتح الباری امام ابن حجر۔ اور قریباً من المنبر
اسی بین یدیں کی تفسیر میں وارد تو یہ بھی اسی معنی کو مفید۔ تو اب جب ان چاروں نطقوں کے
ثبوت کی دلیل وہی حدیث ہوئی جس میں علی باب المسجد اذان ہونے کا اثبات ہے تو ضرور معلوم
ہو کہ ان میں سے کوئی بھی دخول نے المسجد کا تقاضا نہیں کرتا اب کیا ہر مائل متدین پر واضح ہونا
کہ علی ہوا عند بین یدیں ہوا قریباً منہ ہر ایک اسی معنی ثابت پر محمول ہے و لکن الانصاف
اعنی کلاختلاف تحریر بدیہی میں ہے پس جبکہ کسی معتبر کتاب فقہ حنفی سے خاص اس اذان کے

معلق حکم کراہت داخل مسجد ثابت نہیں تو اسکو مقام متوارث قدم سے باہر نہیں نکالنا چاہیے

اقول یعنی اگرچہ فقہاء عام طور پر فرمایا کہ لا یوخذ فی المسجد کوئی اذان مسجد میں نہ جائے۔
بلکہ خاص باب آجہ میں بھی کراہت اذان فی المسجد محض ایک ایسے لفظ کی تفسیر میں وارد کر کے
جس سے ایک ایہام مسجد کے اندر اذان ہونے کا ہوتا تھا اہل نظر کے نزدیک علی الخصوص اس اذان کے
داخل مسجد مکروہ ہونے کا صریح اشعار فرمایا اور یہ اذان بھی اذان ہو یہ سب کچھ ہو مگر فقہاء نے خاص طور
پر نام لے کر تو نہ فرمایا کہ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر مکروہ ہے اور بدیہی بے شک ماننے والی
نہیں بلکہ فاضل بدیہی کے لیے تو اس سے بھی زیادہ کی ضرورت تھی کہ فقہاء نام بنام ارشاد فرمادیتے کہ
مسجد فلان مسجد فلان مسجد فلان میں جمعہ کی اذان ثانی اندر دینا مکروہ ہے جب بدیہی صاحب
مان سکتے تھے دینا انکو یہ کہنے کا موقع تھا کہ فقہاء نے خاص فلان مسجد میں تو اذان جمعہ کو مکروہ نہیں
لکھا۔ ہ گئے فقہاء کے عموماً وہ بدیہی میں کب قابل التفات مگر آفت تو یہ ہے کہ بدیہی صاحب کا
یہ ارشاد خود بخود نہیں کاردرہا ہے کہ آخر لاکھ فقہاء نے فرمایا کہ یہ اذان بین یدیں ہے عند المنبر و قریب المنبر

مسئلہ یعنی بین یدیں امام خارج مسجد منہ عفی عنہ

بلکہ خاص مسجد کے اندر منبر پر چڑھ کر امام کے برابر کھڑے ہو کر لیکن پھر بھی یہ سب احکام عام ہی تو رہے۔
یہ تو علے مخصوص فقہار سے کہیں نہ فرمایا کہ یہ اذان مسجد فلان مسجد فلان مسجد فلان ملک فلان شہر فلان
محلہ فلان میں بھی بین یہی المنبر عند المنبر قریب المنبر بلکہ خاص مسجد کے اندر منبر پر چڑھ کر خطیب صاحب
کے برابر کھڑے ہو کر ہو اور جب تک یہ ثابت نہ ہو احکام عام تو فاضل بدایونی مانتے ہی نہیں کہ آخر انھوں

نے کہا یا کہ پس جبکہ کسی معتبر کتاب فقہ حنفی سے خاص اس اذان کے متعلق حکم گراہت داخل مسجد
ثابت نہیں اگر یا شاید یہ پھری ہو کہ اپنے مخالف تو خاص تصریح بلکہ اخص اخص بلکہ اخص اخص
اخص اخص درکار اور اپنے موافقت میں عام اور وہ بھی کیسے اعم العام بلکہ اعم العام بلکہ وہ عام
جنہیں اپنے مقصود کا کہیں پتا نہیں صرف اُس سے ایک مشاکلت ضروری ہے۔ بلکہ وہ عام جسکو اپنے
مقصود سے صریح تنافی ہے وہ بھی ضرور داد عدا اپنی شد بنائے جائیں تو اسکا ہمارے پاس کیا علاج
ہے۔ آخر میں اتنا بتا دینا اور باقی رہا کہ توارث قدیم کی اذان داخل مسجد میں پکار تحریر بدایونی کی ایسی

دیکھ بڑی کہ شروع سے لے کر آخر تک ساتھ بچھوڑا۔ تہذیب میں ہے۔ اگرچہ مسئلہ الفاقیہ ہے جسکا شاید
تعال و توارث علماء کرام و اولیاء عظام قرن ابیہ قرن ہے۔ اور ختم میں ہے تو اسکو مقام متوارث
قدیم سے باہر نہیں نکالنا چاہیے۔ مگر ثبوت کے نام اول سے آخر تک ایک لفظ بھی نہیں کہ اذان
داخل مسجد متوارث ہونا اُس سے ثابت ہو۔ متوارث ہونے کا ثبوت دینا تو الگ رہا اپنے سے
زیادہ سے زیادہ دو چار پشت ہی اوپر کا نہیں دے سکتے۔ مگر یہاں وہی توارث توارث تعال
تعال کی چلی جاتی ہے۔ یہ ہے اس تحریر بدایونی کی حالت۔ جسکو ان مولوی فاضل بدایونی نے
اہل حق کی تحقیق۔ اور اُس کے خلاف عمل کرنے والوں کو معاذ اللہ فریب و جکرتین بھنسا ہونا بتایا
مگر ان اس تحریر سے اتنا پتا تو چلا کہ انکے نزدیک سارا دار و مدار ادعائے زبانی پر ہے۔ اذان داخل
مسجد کہاں سے ثابت ہوئی ادعائے زبانی سے۔ توارث کہاں سے ہوا ادعائے زبانی سے تعال
کہاں سے ثابت ہوا ادعائے زبانی سے۔ میں یہ یہ نے اُس بدایونی قریب پر کیسے دلالت کی ادعائے
زبانی سے۔ اذان خطبہ اذان ہونے سے کیوں خارج ہوئی ادعائے زبانی سے۔ سیطرح ان مولوی

فاضل صاحب نے بھی یہاں بھی فرض کر لیا ہو گا کہ جسے ہم قریب و جکرتین بھنسا ہو سمجھ لیں بس وہ واقعی
قریب جکرتین بھنسا ہو اہی۔ سو اسکا ہمارے پاس کیا علاج ہو حسینا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلیٰ العظیم اللہ عزوجل میں اور ہمارے سب سنی بھائیوں کو نا انصافی نقص پرٹ دھری سے بجائے مسئلہ حق کے
قبول میں رخ و کورت و ذاتی نفسانیت کو پاس نہ آنے دینا قلیل منا انک انت السمیع العظیم۔ ربنا لا تسخروا قوتنا

عبداللہ یقیناً وہ یقیناً من لدنک رحمۃ اللہ انت الوبھاب المحمل للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
سین تاوینینا وحبیبینا وشفیعنا محمد والہ اصحابہ وذراریہ وازواجہ علینا معہم اجمعین جو تک یا رحمہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى۔ یہ خید مختصر و بعونہ تعالیٰ کافی جلد میں
بدایونی و دوسری تحریر نے جو رسالہ بمسئلات الاذان کے بعض مسائل کے متعلق کچھ کلام کیا۔ ان میں اس
سے جوابات۔ اُس پر ایرادات ہیں۔ فقیر اس کو اپنے رسالہ مذکورہ کا تکلیف کرتا۔ اور بنام تاریخی شمس
آغا زاد انجام۔ نشانی جواب پر کافی ایرادات۔ موسوم کرتا ہے و باللہ التوفیق۔

۳۳۳ھ

تحریر ہدایوں میں ہے۔ ہاں یہ تو فرمائیے کہ جب آپ کا فتویٰ بامیں برس پہلے مارہرہ شریف وغیرہ میں
پہنچ چکا تھا اور جو دلائل اُس فتویٰ میں تھے اب بھی اُنہیں کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ کوئی جدید دلیل نہیں دیتا
وضوح حق کے اس سنت پر کسی عالم نے عمل نہ کیا۔ اُس زمانہ میں حضرات اکابر مارہرہ شریف نے اس
مردہ سنت کا احیاء نہ فرمایا تو ان پر آپ کیا حکم لگاتے ہیں۔ اقول۔ اولاً یہ آپ نے کہاں سے کہہ دیا
کہ جو دلائل اُس فتویٰ میں تھے اب بھی اونی کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ کوئی جدید دلیل نہیں۔ ذرا اُس
فتویٰ اور اس کی تحقیقات رسائل حق مافیصلہ۔ لفظی العار۔ وقایہ اہل السنہ۔ سلامۃ اللہ لائل السنہ۔
انکسار علی مراد کلمتہ و تہذیب ضرب اقویٰ وغیرہ ملاحظہ کیجیے۔ کس قدر دلائل وافادات عالیہ جدیدہ کی کثرت ہے
تو یہاں عار باطل کچھ محض ہوا یا نہیں کہ جو دلائل اُس فتویٰ میں تھے اب بھی اونی کا اعادہ کیا جاتا ہے۔
کوئی جدید دلیل نہیں۔

تو کیا کیا محض اُس فتویٰ کا پہنچ جانا مطلقاً وضع حق کو مستلزم تھا یوں تو آپ نے بھی اُس فتوے کو
دیکھا ہے مگر آپ تہذیب تک وضع حق نہوا جناب من وضع حق کو آپ نے سمجھا بھی کہ کیا چیز ہے۔ جی
ہم سے شیخ وہ ایک نور ہے جسے اللہ عزوجل اپنے حبیب بندہ کے قلب میں جبروت چاہتا ہے و اللہ شہید
وہ با اختیار خدا ہے نہ با اختیار بندہ ثالثاً۔ اس سنت پر کسی عالم نے عمل نہ کیا یہ آپ نے کہاں سے کہہ دیا۔
آپ کو نہیں معلوم کہ اضلاع جلیلوہ وغیرہ میں یہ سنت کب سے جاری ہے۔ راجعاً سنت پر عمل نہ کرنا
جبکہ حنا داؤد کو مذکورہ ہی ہے مگر اشاعت بدعت باطلہ پر سب علماء کا باوصف قدرت و حکمت حرام قطعی ہے
اگر علماء متدینین مثل حضرت مولانا عبدالقادر صاحب ہدایوں قدس سرہ آپ حضرات کی طرح اسے سنت
متواترہ کا رو جانتے انہار انکار فرض تھا مگر نہوا تو ظاہر ہوا کہ انہوں نے اس مسئلہ کو حق سمجھا۔ یا کم از کم نزدیک

سہ یہ وہ بات ہیں جو تحریر بریلی اور تحریر فیرن تھو واقع ہوئے بدایونی تحریر نے اصل میں تحریر بریلی کے جواب میں انکا
جواب دیا۔ مگر وجہ اتحاد و تحریر فقیر سے بھی وہ جواب متعلق ہوا لہذا جواب دیا گیا کہ ظاہر بینوں کو گنجائش قیل و قال نہو۔
سہ عفی عنہ۔

انکار نہ کر سکے۔ عجب آپ سے کہ علماء پر ترک سنت کا الزام نہ آنے کے لیے انھیں معاذ اللہ تبارک فرض مسکت
عن الحق فرورد بھیجے۔ ایسی دوستی سخت دشمنی ہے۔ خامس فرض کردم کہ وضوح حق بھی ہو گیا اور باوجود وضوح
حق بھی اس سنت پر اسوقت کسی عالم نے عمل نہ کیا تو اس سے اس سنت کریمہ کے سنت کریمہ ہونے میں کیا
فرق آگیا۔ کیا حق پر عمل نہ کرنے سے حق ناحق ہو جاتا ہے۔ کیا وہ چند عالم جنگو اسوقت یہ فتویٰ ہیچا تھا
ان میں سے کسی کے اس وقت اس پر عمل نہ کرنے سے حق ناحق ہو جائے گا۔ سادسا آپکا قول۔ اس
زمانہ میں حضرات اکابر بارہرہ شریف نے اس فردہ سنت کا احیاء نہ فرمایا۔ اس وہم پر مبنی ہے کہ خود ان
حضرات اکابر بارہرہ شریف کو وہ فتویٰ گیا اولاً ثبوت دبیجے۔ ثانیاً حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے جن سنن کا احیاء فرمایا کیا آپ وہاں بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سنن سنن نہ تھیں ورنہ حضرت عمر
بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنه سے پہلے صحابہ کرام تھے انھوں نے کیوں ان کا احیاء نہ فرمایا۔ وہاں حضرت
عمر بن عبدالعزیز سے ان صحابہ کا حکم آپ پوچھ سکتے ہیں جنھوں نے ان سنن کا احیاء نہ فرمایا۔ ثالثاً
کیا صحابہ سے کسی فرعی مسئلہ میں کسی متاخر عالم پر حق ظاہر ہو جاوے اس سے پہلے کہ اکابر پرینہ
نظارہ ہو۔ کیا اکابر کا علم محیط ہونا ضرور ہے۔ کیا جو اکابر کا علم محیط نہ مانے وہ معاذ اللہ ان اکابر
کی کچھ توہین کرتا ہے۔ کیا بہت سے اکابر ائمہ حتیٰ کہ مثل حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اجناد
عما لہ ان پر بعض مسائل فرعیہ میں حق تعین ہو کر ظاہر نہوا تو کیا معاذ اللہ اس وجہ سے وہ اکابر نہ رہے۔
ایسا اگر ہی اعتراض حق رہے کہ تم جو فلاں سنت کے احیاء کے مدعی ہو یہ سنت نہیں ورنہ تم سے پہلے جو اکابر
تھے وہ کیوں نہ اسکا احیاء کرتے۔ تو کیا سنت کے احیاء کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا جس کو حضور سرور عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحبہ و بارک وسلم نے اپنے پاک مبارک ارشاد سے ہمیشہ کے لیے کھلا۔ اور اس پر
تلا شیعہ دن کے ثواب کا وعدہ فرمایا۔ سلامۃ اللہ لاہل اسنہ وغیرہ رسائل میں یہ مباحث مفصلاً
نہ کرے ہیں وہاں ملاحظہ فرمیں۔ تحریر بابون میں ہے۔ مسند عالمی مارہرہ سلطوہ کے سجادہ نشین حضرت
سیدنا شاہ ابوالحسن صاحب لوری قدس سرہ کا وصال شریف مسکتہ میں ہوا کس قدر تعجب کی بات
ہے کہ ایک عالم ظاہر و باطن نے باوجود علم اس پر توجہ نہ فرمائی۔ اقول۔ اولاً حضرات صحابہ رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کا زمانہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت قریب تھا۔ آپ کے
قول پر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ان حضرات عالیات علماء ظاہر و باطن نے باوجود علم ان سنن کے
احیاء پر توجہ نہ فرمائی جو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے احیاء فرمائیں۔ ثانیاً آپ نے یہ بھی جانا کہ اکابر
چرن سنن کا احیاء نہ پایا وہ صرف اس وجہ سے نہیں کہ وہ ان سنن کو سنن نہ جانتے تھے و معاذ اللہ جاہل
تھے۔ یا باوجود علم معاذ اللہ توجہ نہ فرماتے معاذ اللہ دین سے بے پردائی برتتے تھے۔ بلکہ اُسکے لیے اور
بھی وجوہ کثیرہ عدیدہ ہیں جو کلام علماء میں مذکور ہیں۔ سلامۃ اللہ لاہل اسنہ میں انکا ذکر بقدر کافی

ہو چکا تھا۔ مثلاً عالم نے اسوجہ سے سنت احیاء و زمانی کہ بدعت ظالم کی پھیلائی ہوئی تھی عالم نے دفع ظلم پر قدرت نہ پائی۔ یا بدعت اس درجہ شیوع پر ہو گئی کہ عوام و خواص اسیں مبتلا ہو کر ایسے سمجھوتے کہ بدعت کو سنت و سنت کو بدعت جاننے لگے جیسا حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ وہ زمانہ آئے والا ہے جب معروف منکر منکر معروف ہو جائے گا۔ اور جو چیز ایسی موقوف ہو جائے اسکے خلاف پر کیسے کچھ ملوے نہیں ہوتے۔ اسی مسئلہ اذان کو دیکھیے کہ کیسے کیسے دلائل دکھائے جاتے ہیں مگر مخالفین آپ نہیں دیکھتے وہی سو سو بار کی مردودات پیش کیے جاتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں عام کا فتنہ سے خوف کرنا لافتنہ استبداد من القتل۔ اور اس مردانہی کا منتظر رہنا جس سے وہ ان سب فتنوں پر غالب آ سکے کچھ مستبعد نہیں۔ اگر چیلے ہی سے خلاف موقوفات ظاہر کر دے تو نقار خانہ میں طوطی کی آواز کی مثل ہو تو اب اگر اکابر نے باوجود علم بھی خاموشی اختیار کی تو بھی: انشاء اللہ العزیز باجوہ بین یاکم از کم معذور حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن صاحب قدس سرہ خود تو اذان دیتے نہ تھے۔ رہ گیا مودن کو اندرون مسجد اذان دینے سے منع فرمایا تو آپ کو کونکر اسیر جرم حاصل ہوا کہ باوجود قدرت خلاف انہوں نے اسکو روک رکھا۔ حضرت موصوف کے حالات آپ ہم سے زیادہ کیا جانیں۔ اول تو حضرت موصوف زیادہ تر اپنے وطن سے باہر تشریف لے کھائے وہاں جن مساجد میں نماز ادا فرمائی ظاہر ہے کہ وہ مساجد سب اُنکے دیر آخر تو یقین ہی نہیں۔ وہاں اگر اس اذان کو اندر ہوتے دیکھا ہو اور خاموشی اختیار فرمائی ہو تو بظاہر ہے کہ بوجہ خوف فتنہ تھی کہ کہیں عوام تو عوام آپ کے ایسے مفتی صاحبان بھی جکویہ عہد ہی سنت منعم ہونے لگی سب خلاف پر نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ رہ گیا اپنا وطن اور وہاں کی وہ مسجد جسکے وہ خود بھی مبتولی تھے۔ سچ آپ کو وہاں کی حالت کیا معلوم کہ خود اہل وطن کی اُنکے ساتھ کیا حالت تھی۔ نہ ہمیں تفصیل کی ضرورت۔ مختصراً اتنا کافی ہے کہ ایسی کچھ حالت تھی جسکی بنا پر اُنکے جد امجد حضرت زبدۃ العارین شہراکمالین حضرت سیدنا شاہ آل رسول قدس سرہم العزیز نے انکو اپنے اسلاف کرام کے طریقہ رائجہ کے خلاف مارہرہ سے باہر رہنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ملاحظہ حضرت کی سراج العوائف شریف۔ ایسی حالت میں اگر حضرت موصوف قدس سرہ نے اپنی مسجد میں اس سنت کریمہ کو احیاء نہ فرمایا ہو۔ اور اپنے اہل وطن کی اس اصلاح حال میں مصروف رہے ہوں جس سے انہیں یہ مادہ پیدا ہو جائے کہ سنت کو سنت و بدعت کو بدعت جاننے لگیں تو یہ عدم احیاء کیا معاذ اللہ حضرت کی رفعت شان میں کچھ بٹا لگا سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ حضرت اور حضرت کے دوسرے معاصرین کرام مارہرہ کے اکابر بزرگان عظام ہی کے حسن سعی کا نتیجہ اللہ عزوجل نے دیا کہ اُنکے اخلاف کو اللہ عزوجل نے وہ علم مرحمت فرمایا جس سے وہ سنت کو سنت اور بدعت کو بدعت سمجھنے لگے۔ اور بس طرح اس سنت کریمہ کا احیاء کر کے ان حضرات عالیات کی ارواح مبارک کو

لینے سے بابتہ تعالیٰ خوشنود کیا۔ جناب مفتی صاحب۔ آپ کے کلام سے جو حضرات اکابر ہرہ کے متقدین کو اس سنت کریمہ پر عمل کرنے میں یہ مغالطہ لگا جاتا تھا کہ دیکھو اگر یہ سنت ہوتی تو تمھارے اکابر ضرور اسکا احیاء کرتے۔ اور یہ عالم جو اسکو سنت کہہ رہے ہیں معاذ اللہ۔ معاذ اللہ تمھارے اکابر کو یا جاہل یا مبتدع بناتے ہیں اُس سے اُن متقدین کو بچانے کے لیے یہ چند سطور لکھی گئیں کہ اگر بنیم کہ اینیاد چاہتے اگر جانوشنم گناہ۔

تحریر بالیون میں ہے پھر یہ لکھا تھا کہ بعد از البسیر بھی تصریح کر دی ہو قریباً منہ کا فی جامع المہود وغیرہ خصوصیت لفظ عند ما بہ بحث نہیں اصل مقصود اذان کا قریب منبر ہونا ہے۔ اقول اولاً اسکا جواب انا کافی ہے کہ در کسی اردوان ہی سے ایسا پہلا فتویٰ پھر اگر شیعہ دیکھیں نہیں یہ عبارت ہو کہ بعض فقہاء کرام نے بعد قول عند المنبر کے یہ بھی تصریح فرمادی ہے۔ اسی قریباً منہ کا فی جامع المہود وغیرہ آیا ہے کہ بعض فقہاء کرام نے بعد قول المنبر کے یہ بھی تصریح فرمادی اسی قریباً منہ۔

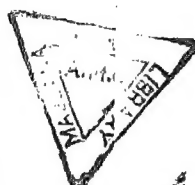
کہ انی جامع المہود وغیرہ جیسا کہ بالا میں دوسری میں بنالی۔ اور جب پہلی میں قطعاً وہی عبارت ہے جس میں جامع الرموز وغیرہ پر عند المنبر لکھ دینے کے بعد اسکی تفسیر قریباً منہ سے کرنے کی غلط و باطل نسبت ہو تو فرمائیے تحریف سے آپ کب بچے۔ اور یہاں صرف آپ پر یہی الزام قائم کیا تھا۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ خصوصیت لفظ عند ما بہ بحث نہیں۔ اقول اولاً جی نہ پھر اس ما بہ بحث ہونے سے آپ الزام تحریف سے کیسے بچو کیا کوئی شخص جس مسئلہ میں بحث کر رہا ہو اصل مسئلہ کے علاوہ اباحت متعلقہ میں ایک عبارت کسی کتاب کی طرف غلط نسبت کر دے تو کیا وہ تحریف سے بچ سکتا ہے۔ بلکہ انصاف یہ ہے کہ میرے عذر آپ کا بدتر از گنا ہو تحریف کی تحریف قائم رہی۔ اور بھرتی بھرنے کا الزام اور نیا سر ہوا کہ جب لفظ عند ما بہ بحث نہیں اصل مقصود اذان کا قریب منبر ہونا تھا تو اب عند کی تحریف بھرتی نہیں تو کیا ہے۔ ثانیاً خصوصیت لفظ عند ما بہ بحث کیون نہیں کیا وہیں اسی عبارت محرفہ سے ملے ہوئے پہلے جملہ میں خاص لفظ عند سے آپ بحث نہیں کر رہے تھے کیا یہ عند میں قرب ثابت کرنا اُسکے لیے دلیل اُردو فلاحی کا ترجمہ۔ بسو ط و مفردات کی عبارتیں لانا عند سے بحث کرنا نہیں۔ پھر وہیں وہیں اُسی سلسلہ میں بے کسی اجزی کے فصل کے آپ یہ محرفہ عبارت لائے تو کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ خصوصیت لفظ عند سے بحث نہیں۔ مگر جناب اصل ہے کہ زور زبان کے آگے کسی کا کیا چل سکتا ہے۔ آپ صراحتہ عند سے بحث کر رہے صاف صاف عند المنبر کی تفسیر قریباً منہ کو جامع الرموز وغیرہ کی طرف نسبت کر رہے۔ اور جب آپ کو بتایا جائے کہ یہ آپ کی تحریف ہے۔ کس جامع الرموز کس وغیرہ نے بعد قول عند المنبر کے اسکی تفسیر قریباً منہ سے کی ہے تو آپ پلٹ جائیں۔ اور جو بات چھاپ کر شائع کر چکے اُسے بہ زور زبان یہ بنالین کہ ہم نے یوں نہیں کہا یوں کہا ہے۔ عند المنبر نہیں کہا المنبر کہا ہے عند سے ہمیں بحث ہی نہیں۔ کیے اگر یہی اصول برتنا جائے تو کیا جہان بھر میں کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا۔ پتچا چھٹا محرف بھی محرف ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ چاہے کتابین کی کتابین دفتر کے دفتر تحریف کرے جب الزام قائم کیا جائے یہ کہہ دے کہ میں نے یہ نہیں کیا ہے۔ مجھے

اُس سے بحث ہی نہیں۔ میرا مقصود تو یہ ہے اور اُن اُس تحریر پر تنبیہ کرنے والے کی خوش فہمی کھانسنے لگے۔
 کیسے ایسے شخص کو آپ کیا لقب دیں گے۔ تحریر مفتی صاحب بدایونی میں جو خاص لفظ خدا کر ہوا تو کیا ہوا تو کیا۔
 اقول بیونا تو یہ کہ آپ تحریر سے بچتے اور نہ اور قطعاً نہیں ہے تو یہ کہ آپ تحریر کے مرکب ہوئے۔ اور
 ان جناب یہ تو فرمائیے۔ جامع الرموز پر تحریر کے الزام کے اٹھانے میں تو آپ نے یہ کچھ زور و سوز دکھائے
 اور وہ جو وغیرہ کو جامع الرموز کے ساتھ لے لیا تھا۔ نری جامع الرموز کی عبارت پیش کر دینے سے وہ الزام
 کیونکر اٹھا۔ کیا آپ ثبوت دے سکتے ہیں کہ جامع الرموز کے علاوہ کس وغیرہ نے کہاں وہ المنبری کے بعد سی
 قرآن لکھا ہے۔ یا خود آپ کا وغیرہ کے جانب سے لکھنا خود ان وغیرہ کا لکھنا آپ نے سمجھا ہے معلوم تو
 کچھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ لفظ بین ید یہ بین اثبات قرب کے لیے فتویٰ بدایونی میں عبارت راغب لائے۔
 يقال هذا الشئ بین یدیک ای قریب منك۔ اسپر اہل حق نے توجہ دلائی کہ مفردات کے
 قرب سے جو آپ استدلال کر رہے ہیں یہ آپ کے مضر ہے۔ خود انھیں امام راغب نے اسی عبارت منقولہ کے
 بعد و علی ہذا قولہ سے اپنی مراد قرب کہو لہی ہے جو آپ نے اپنے مضر دیکھ کر حذف کر دی اُسے دیکھیے اور مضر
 سے استدلال سے باز آئیے۔ یہ شخص اعتراض اہل حق ہے اسپر بدایونی مفتی صاحب جواب دیتے ہیں کہ
 اس عبارت راغب سے فقط یہ بات ثابت کرنا منظور تھی کہ بین ید یہ کی حقیقت قرب ہے الی قولہ اس
 خاص قرب کا (یعنی بدایونی قرب مخصوص داخل مسجد کا) اثبات اُس عبارت سے مد نظر نہ تھا۔ اقول
 مگر یہ مضر ہے استدلال کا بار تو اب بھی قائم رہا رہ گیا یہ کہ اس سے مقصود اُس قرب خاص بدایونی کا
 ثابت کرنا نہ تھا الفسق قرب کا اثبات تھا۔ یہ تو آپ خوب جانتے ہونگے۔ اپنے دل سے پوچھیے دیکھیے وہ کیا
 کہتا ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ مقصود تو اس فتویٰ پھر بین جتنے دلائل ہیں اُن سب سے یہی ہے کہ بدایونی
 قرب مخصوص ثابت کیا جائے۔ اذان کی کراہت داخل مسجد باطل کی جائے۔ یہ اور بات ہے کہ آپ ایک
 عبارت اس مقصود کے اثبات کے لیے لاتے اور پھر اُس سے ثابت ہوتا دیکھ کر دوسری کے سر رکھتے چلے
 گئے یہاں تک کہ سب عبارتیں بیکار و معطل ہو کر سارا کیا دہر حقیقت عربی کے سر رہا۔ مگر ظاہر بینوں کو یہ کھانے
 کے لیے کہ عبارت علامہ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے وہ سب عبارتیں جو یکے بعد دیگرے آپ کے دلع اصلی کے
 اثبات سے ناکام رہی تھیں مندرجہ فتویٰ میں۔ تحریر مذکور میں ہے۔ ہماری اس عبارت سے یہ مطلب
 نکالنا کہ ہم اذان کو سرے اذان ہی نہیں سمجھتے آپ کی سمجھ کا قصور اور ہم پر اقرار ہے۔ اقول
 نہیں یہ دونوں نہیں۔ تحریر مذکور میں ہے۔ ذرا بتائیے تو کہ سمین ایسا کونسا لفظ ہے جس سے یہ مقصود
 ہوتا ہے کہ اسے تقلیداً اذان بول دیتے ہیں۔ اقول جی وہ لفظ جس سے یہ مقصود ہوتا ہے یہ ہے۔ اذان کا
 اطلاق اقامت پر بھی آتا ہے۔ جس سے صاف صریح یہ مقصود ہوا کہ بسطرح اقامت پر لفظ اذان کے اطلاق
 سے یہ حکم عائد نہ ہوا بسطرح اسپر بھی لفظ اذان کے اطلاق سے یہ حکم عائد نہ ہوگا۔ پھر اقامت پر کیوں لفظ

۲۱۱۹

۲۹۶۳۲

This book was taken from the Library
on the date last stamped. A fine of
1 anna will be charged for each day
the book is kept over time.



UREU STACKS
۱۳۶۶۵

211, 212, 213, 214, 215, 216, 217, 218, 219, 220, 221, 222, 223, 224, 225, 226, 227, 228, 229, 230, 231, 232, 233, 234, 235, 236, 237, 238, 239, 240, 241, 242, 243, 244, 245, 246, 247, 248, 249, 250, 251, 252, 253, 254, 255, 256, 257, 258, 259, 260, 261, 262, 263, 264, 265, 266, 267, 268, 269, 270, 271, 272, 273, 274, 275, 276, 277, 278, 279, 280, 281, 282, 283, 284, 285, 286, 287, 288, 289, 290, 291, 292, 293, 294, 295, 296, 297, 298, 299, 300, 301, 302, 303, 304, 305, 306, 307, 308, 309, 310, 311, 312, 313, 314, 315, 316, 317, 318, 319, 320, 321, 322, 323, 324, 325, 326, 327, 328, 329, 330, 331, 332, 333, 334, 335, 336, 337, 338, 339, 340, 341, 342, 343, 344, 345, 346, 347, 348, 349, 350, 351, 352, 353, 354, 355, 356, 357, 358, 359, 360, 361, 362, 363, 364, 365, 366, 367, 368, 369, 370, 371, 372, 373, 374, 375, 376, 377, 378, 379, 380, 381, 382, 383, 384, 385, 386, 387, 388, 389, 390, 391, 392, 393, 394, 395, 396, 397, 398, 399, 400, 401, 402, 403, 404, 405, 406, 407, 408, 409, 410, 411, 412, 413, 414, 415, 416, 417, 418, 419, 420, 421, 422, 423, 424, 425, 426, 427, 428, 429, 430, 431, 432, 433, 434, 435, 436, 437, 438, 439, 440, 441, 442, 443, 444, 445, 446, 447, 448, 449, 450, 451, 452, 453, 454, 455, 456, 457, 458, 459, 460, 461, 462, 463, 464, 465, 466, 467, 468, 469, 470, 471, 472, 473, 474, 475, 476, 477, 478, 479, 480, 481, 482, 483, 484, 485, 486, 487, 488, 489, 490, 491, 492, 493, 494, 495, 496, 497, 498, 499, 500, 501, 502, 503, 504, 505, 506, 507, 508, 509, 510, 511, 512, 513, 514, 515, 516, 517, 518, 519, 520, 521, 522, 523, 524, 525, 526, 527, 528, 529, 530, 531, 532, 533, 534, 535, 536, 537, 538, 539, 540, 541, 542, 543, 544, 545, 546, 547, 548, 549, 550, 551, 552, 553, 554, 555, 556, 557, 558, 559, 560, 561, 562, 563, 564, 565, 566, 567, 568, 569, 570, 571, 572, 573, 574, 575, 576, 577, 578, 579, 580, 581, 582, 583, 584, 585, 586, 587, 588, 589, 590, 591, 592, 593, 594, 595, 596, 597, 598, 599, 600, 601, 602, 603, 604, 605, 606, 607, 608, 609, 610, 611, 612, 613, 614, 615, 616, 617, 618, 619, 620, 621, 622, 623, 624, 625, 626, 627, 628, 629, 630, 631, 632, 633, 634, 635, 636, 637, 638, 639, 640, 641, 642, 643, 644, 645, 646, 647, 648, 649, 650, 651, 652, 653, 654, 655, 656, 657, 658, 659, 660, 661, 662, 663, 664, 665, 666, 667, 668, 669, 670, 671, 672, 673, 674, 675, 676, 677, 678, 679, 680, 681, 682, 683, 684, 685, 686, 687, 688, 689, 690, 691, 692, 693, 694, 695, 696, 697, 698, 699, 700, 701, 702, 703, 704, 705, 706, 707, 708, 709, 710, 711, 712, 713, 714, 715, 716, 717, 718, 719, 720, 721, 722, 723, 724, 725, 726, 727, 728, 729, 730, 731, 732, 733, 734, 735, 736, 737, 738, 739, 740, 741, 742, 743, 744, 745, 746, 747, 748, 749, 750, 751, 752, 753, 754, 755, 756, 757, 758, 759, 760, 761, 762, 763, 764, 765, 766, 767, 768, 769, 770, 771, 772, 773, 774, 775, 776, 777, 778, 779, 780, 781, 782, 783, 784, 785, 786, 787, 788, 789, 790, 791, 792, 793, 794, 795, 796, 797, 798, 799, 800, 801, 802, 803, 804, 805, 806, 807, 808, 809, 810, 811, 812, 813, 814, 815, 816, 817, 818, 819, 820, 821, 822, 823, 824, 825, 826, 827, 828, 829, 830, 831, 832, 833, 834, 835, 836, 837, 838, 839, 840, 841, 842, 843, 844, 845, 846, 847, 848, 849, 850, 851, 852, 853, 854, 855, 856, 857, 858, 859, 860, 861, 862, 863, 864, 865, 866, 867, 868, 869, 870, 871, 872, 873, 874, 875, 876, 877, 878, 879, 880, 881, 882, 883, 884, 885, 886, 887, 888, 889, 890, 891, 892, 893, 894, 895, 896, 897, 898, 899, 900, 901, 902, 903, 904, 905, 906, 907, 908, 909, 910, 911, 912, 913, 914, 915, 916, 917, 918, 919, 920, 921, 922, 923, 924, 925, 926, 927, 928, 929, 930, 931, 932, 933, 934, 935, 936, 937, 938, 939, 940, 941, 942, 943, 944, 945, 946, 947, 948, 949, 950, 951, 952, 953, 954, 955, 956, 957, 958, 959, 960, 961, 962, 963, 964, 965, 966, 967, 968, 969, 970, 971, 972, 973, 974, 975, 976, 977, 978, 979, 980, 981, 982, 983, 984, 985, 986, 987, 988, 989, 990, 991, 992, 993, 994, 995, 996, 997, 998, 999, 1000, 1001, 1002, 1003, 1004, 1005, 1006, 1007, 1008, 1009, 1010, 1011, 1012, 1013, 1014, 1015, 1016, 1017, 1018, 1019, 1020, 1021, 1022, 1023, 1024,

[illegible]